صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز جمعرات مورخہ 15 جون 2017ء بمطابق 19 رمضان المبارک 1438 ہجری بعد از دوپہر دو بجکر پینتیس منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، اسد قیصر مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنْزِيلًا O فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ آثِمًا أَوْ كَفُورًا O وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا O وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا O إِنَّ هَٰؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا O نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ وَإِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَا أَمْثَالَهُمْ تَبْدِيلًا O إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا O وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا O يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ وَالظَّالِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا۔

(ترجمہ): اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے تم پر قرآن آہستہ آہستہ نازل کیا ہے۔ تو اپنے پروردگار کے حکم کے مطابق صبر کئے رہو اور ان لوگوں میں سے کسی بد عمل اور ناشکرے کا کہنا نہ مانو۔ اور صبح و شام اپنے پروردگار کا نام لیتے رہو۔ اور رات کو بڑی رات تک سجدے کرو اور اس کی پاکی بیان کرتے رہو۔ یہ لوگ دنیا کو دوست رکھتے ہیں اور (قیامت کے) بھاری دن کو پس پشت چھوڑے دیتے ہیں۔ ہم نے ان کو پیدا کیا اور ان کے مقابل کو مضبوط بنایا۔ اور اگر ہم چاہیں تو ان کے بدلے ان ہی کی طرح اور لوگ لے آئیں۔ یہ تو نصیحت ہے۔ جو چاہے اپنے پروردگار کی طرف پہنچنے کا رستہ اختیار کرے۔ اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر جو خدا کو منظور

ہو۔ بے شک خدا جاننے والا حکمت والا ہے۔ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرلیتا ہے اور ظالموں کیلئے اس نے دکھ دینے والا عذاب تیار کرر کھا ہے۔ وآخِرُالدَعْوَانا أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ ٱلْعَـٰلَمِينَ۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: یہ چھٹی کی کچھ درخواستیں آئی ہیں: میڈم رومانہ جلیل، 15 جون تا اختتام اجلاس، میڈم نجمہ شاہین، 15 جون، جناب الحاج ابرار حسین صاحب، فریڈرک عظیم، عبدالکریم خان سپیشل اسسٹنٹ، منظور ہیں جی؟

(تحریک منظور کی گئی)

خیبر پختونخوا کے حسابات سے متعلق آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں برائے سال 2014-15 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

Mr. Speaker: Item No. 04, honourable Minister for Finance.

جناب مظفر سید (وزیر خزانہ): جناب سپیکر! میں خیبر پختونخوا کے حسابات سے متعلق آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں برائے سال 2014-15 اسمبلی میں پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: It stands laid.

خیبر پختونخوا کے حسابات سے متعلق آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں برائے سال 2014-15 کا پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سپرد کیا جانا

Mr. Speaker: Item No. 05.

وزیر خزانہ: جناب سپیکر صاحب! میں اس معزز ایوان کے سامنے تحریک پیش کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا رپورٹیں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے حوالے کئے جائیں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the Audit Report of the Auditor General of Pakistan on Accounts of Government of Khyber Pakhtunkhwa for the year 2014-15, may be referred to the Public Accounts Committee? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The Audit Reports referred to the Public Accounts Committee.

ضمنی بجٹ پر بحث پہ دو لوگوں نے ہمیں بتایا ہے، ایک سردار اورنگزیب نلوٹھا، دوسرا جناب شیراز خان، دونوں نہیں ہیں۔ اچھا ایک ہمارے پاس تو ایجنڈا آج بڑا مختصر ہے لیکن بہتر یہ ہو گا کہ چونکہ کل ہم نے دو

اجلاس Recommend کروائے تھے تو کل والا ایجنڈا بھی آج ہم کچھ لے لیں تاکہ کل کیلئے ہمیں آسانی ہو، منظور ہے؟

(تحریک منظور کی گئی)

ضمنی مطالبات زر برائے مالی سال 17-2016 پر بحث ورائے شماری

Mr. Speaker: Demand No. 01, honourable Minister for Law.

جناب امتیاز شاہد (وزیر قانون): میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ صوبائی حکومت کو ایک ایسی رقم جو مبلغ 05 کروڑ 15 لاکھ 50 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو، ان اخراجات کے ادا کرنے کیلئے دے دی جائے جو کہ 30 جون 2017 کو ختم ہونے والے سال کے دوران صوبائی اسمبلی کے سلسلے میں برداشت کرنا ہوں گے۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that a sum not exceeding rupees 05 crore, 15 lac, 50 thousand only, may be granted to the Provincial Government to defray the charges that will come in course of payment for the year ending 30th June, 2017, in respect of Provincial Assembly. Since no cut motion has been moved by any honourable Member on Demand No. 01, therefore the question before the House is that Demand No. 01 may be granted? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Demand is granted. Demand No. 02, honourable Minister for Law.

وزیر قانون: شکریہ جناب سپیکر۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ صوبائی حکومت کو ایک ایسی رقم جو مبلغ 340 روپے سے متجاوز نہ ہو، ان اخراجات کے ادا کرنے کیلئے دے دی جائے جو کہ 30 جون 2017 کو ختم ہونے والے سال کے دوران نظم ونسق عمومی کے سلسلے میں برداشت کرنا ہوں گے۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that a sum not exceeding rupees 03 hundred, 40 only, may be granted to the Provincial Government to defray the charges that will come in course of payment for the year ending 30th June, 2017, in respect of General Administration. Cut motions on Demand No. 02. Madam Aamna Sardar.

محترمہ آمنہ سردار: میں سو روپے کی کٹ موشن پیش کرتی ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees one hundred only. Okay, Mian Zia-ur-Rehman.

میاں ضیاءالرحمان: جی سپیکر صاحب! میں دس روپے کی کٹوتی کی تحریک پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees ten only. Sahibzada Sanaullah Sahib.

صاحبزادہ ثناءاللہ: شکریہ جناب سپیکر! میں پچاس روپے کی کٹ موشن پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees fifty only. Sardar Aurangzeb Nalotha, not present. Mr. Fakhr-e-Azam Wazir. Sorry Fakhr-e-Azam Wazir Sahib.

جناب فخراعظم وزیر: جناب سپیکر صاحب! میں دس روپے کی کٹ موشن پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees ten only. Muhammad Sheeraz, not present. Madam Aamna Sardar.

محترمہ آمنہ سردار: سر! میں اپنی یہ والی کٹ موشن واپس لے رہی ہوں۔

جناب سپیکر: جی جی۔ مسٹر ضیاءالرحمان۔

میاں ضیاءالرحمان: میں واپس لیتا ہوں جی سپیکر صاحب! کٹ موشن۔

جناب سپیکر: جی، صاحبزادہ ثناءاللہ۔

صاحبزادہ ثناء اللہ: جناب سپیکر صاحب! زه صرف دا یوه خبره کوم چې د جنرل ایډمنسټریشن په باره کښې چې زمونږ کوم کے پی کے هاؤس دے په اسلام آباد کښې، دا کوم زوړ بلاک چې دے، اولډ بلاک دا ټهیک ټهاک دے، بنه برابر دے خو دا کوم چې نوی جوړ شوی دی نو زه وایم په هغې کښې د ډیر کار ضرورت دے نو که په دې باندې غور اوکړے شی نو دا به بهتر هم وی۔ هغې کښې یوه خبره بله هم شته چې جناب سپیکر صاحب! هلته اکثر دا ممبران صاحبان ثوک هم چې لاړ شی نو لس بجو نه پس اکثر مونږه خو ټول ځنې ناوخته اورسی بیا هیثوک نه وی، په دې بلاک کښې ثوک وی نه، نو زما یو دا درخواست دے او بل مې دا درخواست دے چې ځنې صاحبانو دا کمرې Reserve کړی دی، هغه

چې مستقل ئې ځان پسې الاټ کړې دی نو زه وایم که مهربانی اوشی په دغې باندې لږ غور اوشی نو شکریه۔

جناب سپیکر: جی فخر اعظم وزیر۔

جناب فخر اعظم وزیر: جناب سپیکر صاحب! دا خبره مخکښې هم شوې وه په بجټ کښې کنه، بجت اجلاس کښې چې لکه دا کوم بنګلې چې دی یا کوارټرې دی کنه نو کوم افسران دی هغوی Occupy کړی دی، هغه ریټائر شوی دی نو نور چې کوم دا اوس مطلب نوی کسان راځی نو هغوی ته هغه ریټائر شوی کسان هغه کوارټر یا بنګله نه ورکوی نو زما دا ریکویسټ دے چې د خلقو درخواستونه دی د ډیر وخت نه او په هغې باندې عمل نه کیږی نو په دې باندې جناب سپیکر! چې عمل پرې اوشی نو بنه به وی۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب، پلیز۔

وزیر قانون: جی۔ جناب سپیکر صاحب! میں بالکل تائید کرتا ہوں اپنے بھائیوں کی جنہوں نے کے پی کے ہاؤس میں جو کام کے حوالے سے بات کی ہے اور Similarly یہ کوارٹرز الاٹمنٹ اور بنگلہ الاٹمنٹ کی بات کی ہے، ایک قانونی Hitch اس میں ضرور ہے کہ جب بھی کوئی بندہ ریٹائر ہوتا ہے تو Six months تک اس کیلئے Grace period ہوتا ہے، Within six months جو ہے تو وہ ہاؤس کو Vacate کرے گا۔ تو اگر ایسا کوئی کیس ان کے پاس ہے کہ چھ مہینے گزرنے کے باوجود ایک بندہ گھر خالی نہیں کر رہا ہے تو We will take action according to law، یہ ہمیں پوائنٹ آؤٹ کر دیں، بالکل میرے ساتھ بیٹھیں، ان شاء اللہ اس کے خلاف کارروائی کریں گے۔

جناب فخر اعظم وزیر: جناب سپیکر! جتنی بھی Applications آچکی ہیں جو Deserve کرتے ہیں تو ان کو دے دیں وہ بنگلے اور کوارٹرز۔

جناب سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب! پلیز۔

وزیر قانون: بالکل ٹھیک ہے جی، ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ میں بات کروں گا اور ان شاء اللہ میں نے پہلے بھی کہا کہ ہم کبھی بھی اس طرح کسی ایسے لوگوں کو Defend نہیں کریں گے۔ اگر کوئی غلط اور

غیر قانونی کام کرتا ہے تو ہم چیلنج کرتے ہیں، ہم ان کے خلاف ان شاءاللہ کارروائی کریں گے اور ہم جو ہیں ان کو مطمئن کریں گے۔

Mr. Speaker: Ji, thank you. Since all the cut motions on Demand No. 02 withdrawn, therefore, the question before the House is that Demand No. 02 may be granted? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Demand is granted. Demand No. 03, honourable Minister for Finance.

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں معزز ایوان میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ صوبائی حکومت کو ایک ایسی رقم جو مبلغ 140 روپے سے متجاوز نہ ہو، ان اخراجات کے ادا کرنے کیلئے دے دی جائے جو کہ 30 جون 2017 کو ختم ہونے والے سال کے دوران خزانہ، خزانہ جات اور لوکل فنڈ آڈٹ کے سلسلے میں برداشت کرنا ہوں گے۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that a sum not exceeding rupees 01 hundred, 40 only, may be granted to the Provincial Government to defray the charges that will come in course of payment for the year ending 30th June, 2017, in respect of Finance, Treasuries & Local Fund Audit. Cut motions on Demand No. 03. Madam Aamna Sardar.

محترمہ آمنہ سردار: سر! میں سو روپے کی کٹ موشن پیش کرتی ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees one hundred only. Mian Zia-ur-Rehman Sahib!

میاں ضیاءالرحمان: میں دس روپے کی کٹ موشن پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees ten only. Sahibzada Sanaullah.

صاحبزادہ ثناءاللہ: جناب سپیکر! میں پانچ روپے کی کٹ موشن پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees five only. Sardar Aurangzeb Nalotha, not present. Syed Jafar Shah, not present. Mr. Fakhr-e-Azam Wazir.

جناب فخر اعظم وزیر: جناب سپیکر! میں پچاس روپے کی کٹ موشن پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees fifty only. Mr. Sheeraz Khan, not present. Mr. Sardar Hussain Babak, not present. Ji, Madam Aamna Sardar.

محترمہ آمنہ سردار: میں آپ کے توسط سے فنانس ڈیپارٹمنٹ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں فنانس منسٹر سے کہ بہت سے ایسے محکمے ہیں جن میں جو Approved budget ہوتا ہے پچھلے سال کا، اس سے زائد خرچ ہو جاتا ہے اور یہ کبھی تو کچھ محکموں میں ایسے ہوتا ہے اور کچھ محکمے اپنا بجٹ خود ہی پورا نہیں کر سکتے ہیں، Lapse ہو جاتا ہے، اس کی کیا وجہ ہے کہ کچھ تو Overspent کر رہے ہیں اور کچھ Lapse ہو رہے ہیں اس میں توازن کیوں نہیں ہے؟

جناب سپیکر: میاں ضیاء الرحمان صاحب۔

میاں ضیاء الرحمان: میں سپیکر صاحب! منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ان سے عرض کروں گا کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ میں تقریباً چار سال سے ہماری کوئی نئی سیٹیں جن کی منظوری ہونی تھی، وہ فائلیں وہاں پر پھنسی ہوئی ہیں اور اعتراضات در اعتراضات لگا کر آج تک وہ کام بہت سے ڈیپارٹمنٹس کا، وہ ساری فنانس ڈیپارٹمنٹ میں پھنسی ہوئی ہیں تو ان سے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس پر کوئی خصوصی توجہ دیں آخری سال ہے تاکہ کوئی آسامیاں منظور ہو جائیں، ان سکیموں کی دیکھ بال بھی ہو جائے اور لوگوں کو ذرا آسانی بھی ہو جائے اور اپنی کٹوتی کی تحریک واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: صاحبزادہ ثناءاللہ۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ محترم وزیر خزانہ صاحب نے جو ضمنی بجٹ سال کا پیش کیا ہے، یہ صفحہ نمبر چھ پہ ترقیاتی اخراجات، اب میں ضمنی ترقیاتی بجٹ کی طرف آتا ہوں، "سال رواں کا کل صوبائی سالانہ ترقیاتی بجٹ 125 ارب روپے تھا جو نظرثانی شدہ تخمینہ جات میں 145 ارب 33 کروڑ 46 لاکھ 40 ہزار روپے ہو گیا ہے، اس طرح ترقیاتی بجٹ میں 20 ارب 33 کروڑ 46 لاکھ 40 ہزار روپے کا اضافہ ہوا، تاہم 27 ارب 96 کروڑ 70 لاکھ 62 ہزار 90 روپے کا ضمنی ترقیاتی بجٹ پیش کیا جاتا ہے کیونکہ وفاقی حکومت کی طرف سے پی ایس ڈی پی سکیموں کیلئے ہمارے بجٹ سے ماسوا فنڈز فراہم کئے گئے یا کچھ

سکیموں کو قبل از وقت مکمل کرنے یا ان پر کام تیز کرنے کیلئے صوبائی حکومت نے اضافی رقوم فراہم کیں" جو تفصیلات اس نے دی ہیں، جناب سپیکر صاحب! مونږ چې کوم ټول ملګری دلته ناست دی د دې معزز ایوان اراکین دی، مونږ خو په ژړا ژاړو چې یره مونږ ته فنډونه نه ملاویږی او دوئ وائی چې لکه مونږ ته اضافی هم وفاقی حکومت نه پوره دغه ملاؤ شوے دے نو پکار خو دا وه چې که ملاؤ شوے وو نو پکار وه چې زمونږه هم د هغه علاقو چې کوم ځیزونه وو چې هغه پکښې لږ Enhance شوی وے ، لږې پیسې زیاتې شوی وے ، نو مونږ دا درخواست کوؤ چې که واقعی داسې کیږی او بیا په مینځ کښې زمونږه علاقې هغه Ignore کیږی نو دا به زیاتے وی۔

جناب سپیکر: جی نیکسٹ، فخر اعظم وزیر۔

جناب فخر اعظم وزیر: جناب سپیکر صاحب! میں اپنے آنریبل منسٹر سے یہ بات پوچھنا چاہوں گا کہ اس نے بیس ارب روپے کا اضافی بجٹ پیش کیا ہے تو پہلے تو یہ بتائیں کہ ہماری جو سکیمیں Already رکی ہوئی ہیں، Ongoing schemes پر کوئی کام نہیں ہو رہا، سڑکوں کا یہ حال ہے اور سکولوں کا بھی یہ حال ہے اور اوپر سے اس نے بیس ارب روپے کا اضافی بجٹ بھی پیش کیا ہے تو اس کی تفصیلات فراہم کی جائیں کہ کہاں کہاں پر یہ لگا رہے ہیں اور کس مد میں لگا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر فنانس!

جناب مظفر سید (وزیر خزانہ): شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ آمنہ سردار صاحبہ اور میاں ضیاء الرحمان صاحب کا تو مشکور ہوں کہ انہوں نے اپنا وہ واپس لے لیا، صاحبزادہ ثناءاللہ صاحب اور فخر اعظم وزیر صاحب انہوں نے جو مشترکہ طور پر ایک ہی قسم کی باتیں کیں، آمنہ سردار صاحبہ جس طرح فرما رہی ہیں کہ Lapse ہو رہے ہیں یا اخراجات نہیں ہو رہے ہیں تو یہ ہم کوشش کرتے ہیں کہ ہمارا پیسہ Lapse نہ ہو، کنٹریکٹرز کی Liability بھی ہوتی ہے، اس میں بھی دینا پڑتا ہے لیکن بعض اوقات ایسا ہوتا ہے مجموعی طور پر کہ ہم ایک Estimation لگاتے ہیں تو پھر اس سے سال کے دوران اخراجات کا Excess ہوتا ہے تو پھر یہ حکومت کیلئے لازمی ہے کہ وہ اسمبلی سے اس کی Approval لے لیں، تو یہ اسی لئے یہاں پر رکھے گئے ہیں کہ چونکہ اضافی رقم کی ضرورت پڑی تھی اور اس وجہ سے یہ ہو چکے ہیں، میاں ضیاء الرحمان صاحب کی

ایس این ای کے بارے میں پھر ان شاءاللہ میں ڈیپارٹمنٹ میں پتہ کر لوں گا اور جتنے بھی Liable اس کے ہیں ان شاءاللہ وہ ہو جائے گا۔ صاحبزادہ صاحب نے جس طرح بات کی ہے کہ یہ Enhance ہونے کی وہ ہوتی ہے، تو ان شاءاللہ جہاں بھی ضرورت ہو Need base پہ ہوں، اگر وہاں نہاگ درہ اور اسی علاقے میں بھی، چونکہ وہ بھی خیبر پختونخوا کا حصہ ہیں اور ہم اس سے کوئی Personal grudges نہیں رکھتے، ان شاءاللہ اس کو بھی ہم دیکھیں گے اور ضرور اس کیلئے سفارش کریں گے کہ اس کو Enhance کریں گے Need base پہ جو ایکسیئن کنسرنڈ بھیجیں گے ان شاءاللہ، فخر اعظم وزیر صاحب! یہ تو آپ نے ایک سوال کیا کہ کہاں کہاں پر لگا رہے ہیں؟ تو ان شاءاللہ خیبر پختونخوا کے اندر لگا رہے ہیں لیکن جنوبی اضلاع کے اندر بھی لگا رہے ہیں اور آپ کے حلقے کی سکیمیں بھی اس میں شامل ہوں گی ان شاءاللہ، تو ہم کوشش کریں گے کہ اس میں کوئی Discrimination نہ ہو اور جہاں بھی ضرورت ہو تو ان شاءاللہ ایک جیسے لگائیں گے۔ تو میں دوستوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی کٹ موشنز کو واپس لیں اور ان شاءاللہ اس کی تسلی ہم کرتے رہیں گے۔

جناب سپیکر: میڈم آمنہ سردار۔

محترمہ آمنہ سردار: سر! واپس لوں گی، ظاہر ہے لینا پڑے گی لیکن میں مطمئن نہیں ہوں زیادہ۔

جناب سپیکر: صاحبزادہ ثناءاللہ۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: شکریه جناب سپیکر صاحب۔ منسټر صاحب جی خبره اوکړه د دې روړه ذکر ده پخپله اوکړو ځکه چې ده ته پته ده چې دا زما د دې اسمبلۍ د راتلو نه مخکښې دا یو روړه دے جې چې هغه ډیر تباه حال دے، تباه و برباد دے نهاګ دره فیز ون او فیز ټو، زما د راتلو نه مخکښې هغه منظور شوے دے نو زما دا خیال دے چې فرض کړه هغه خلقو، یقین تاسو کوئ چې کله مونږ په هغه روړه باندې ځو نو زه خو تاسو ته معلوم یم هغه Emotional به یم، جذباتی به یم خو د هغه خلقو هغه حالت چې ګورم کنه جی، په خدائے چې ډیر زیات ظلم دے ورسره چې د دریو کالو نه روړه سپیکر صاحب! هغه زوړ چې کوم حالت وو، هغه ډیر زیات ښه وو خو هغه دومره زیات خراب شوے دے، مظفر سید صاحب خو ښه ده د هغې نه پس بیا نه دے راغلے، نه دے پرې تلے خو زما دا یقین دے که پخپله

پرې لاړو نو وائی به چې زما دا فنډ هم ورله ورکړئ. نو زما دوئ ته دا درخواست دے چې راشی او هغه حالت اووینی، نو که دا وعده راسره کوی چې په دې کم از کم دا روډونو کښې لږ دغه اوکړی نو زه خپل کټ موشن واپس اخلم.

Mr. Speaker: Okay. Withdrawn?
Sahibzada Sanaullah: Withdrawn.

جناب سپیکر: اوکے۔ مظفر سید صاحب! آپ اس کو Kindly چیک کرلیں، آپ چیک کرلیں اس کو، Withdrawn.

وزیر خزانہ: چیک بھی کریں گے اور وزیراعلیٰ صاحب کے نوٹس میں بھی لائیں گے ان شاءاللہ۔

جناب سپیکر: ایک منٹ، مولانا صاحب کچھ فرمارہے ہیں، میں مولانا صاحب کو تھوڑا فلور دے رہا ہوں، مولانا لطف الرحمان صاحب!

مولانا لطف الرحمان (قائد حزب اختلاف): شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! ہم تو مجموعی لحاظ سے ضمنی بجٹ کے حوالے سے بات کرنا چاہتے ہیں تو آج تو ویسے ایجنڈا اس پہ بحث کا تھا تو ہمیں موقع دیا جائے تاکہ ہم مجموعی لحاظ سے اس پہ بات تو کرسکیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، میں آپ کو دیتا ہوں موقع، میری خواہش یہ تھی کہ چیف منسٹر صاحب بھی پہنچیں تو پھر میں آپ کو باقاعدہ موقع دوں گا تاکہ آپ بات کرلیں۔

قائد حزب اختلاف: تھینک یو۔

جناب سپیکر: جی فخر اعظم وزیر صاحب۔

جناب فخر اعظم وزیر: زه جی د فنانس منسټر نه تپوس کوم چې دے خبره کوی چې جنوبی اضلاع ته مو ورکړی دی نو جنوبی اضلاع کښې خو سر! ډی آئی خان ته ورکوی زیات تر او ډی آئی خان ته ولې ورکوی، هلته د دوئ منسټران صاحبان ناست دی او نور خو سر! د ټول جنوبی اضلاع بجټ یو طرف ته صرف د ډی آئی خان بجټ بل طرف ته برابر دے او بله خبره به زه دا کوم چې زما سکیمونه خو اوس هم پراته دی چې په هغې باندې کار نه کیږی او دوئ ته ما مخکښې هم کړے وو عرض چې یره زما Ongoing ته که تاسو مطلب دے پیسې ورکړئ، دوئ پیسې ورکړې نه دی جناب سپیکر صاحب! نو زما دا Application دے ورته چې

دے د پہ دې باندې عمل اوکړی ځکه چې مطلب ضمنی بجټ کښې دے پیسې هم اخلی او د هاؤس نه پاس کوی هم او هلته کار چې کوم دے ، پرفارمنس هغه صفر دے نو دا منسټر صاحب ته زما ریکویسټ دے چې په دې باندې د جنوبی اضلاع خبره نه ده، صرف بنوں او ټول یو طرف ته یو ډی آئی خان بل طرف ته دے ، تاسو اوګورئ تاسو ته به پته اولګی۔

Mr. Speaker: Thanks. Withdrawn?
Mr. Fakhr-e-Azam Wazir: Yes, withdrawn.

جناب سپیکر: تھینک یو۔اس کو چیک کرلیں پھر مظفر سید صاحب، ٹھیک ہے، یہ میں، Since all the cut motions on Demand No. 03 withdrawn, therefore the question before the House is that Demand No. 03 may be granted? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it. Demand is granted. Demand No. 04, Parliamentary Secretary, on behalf of Chief Minister. Demand No. 04, P and D, Law Minister Sahib! Please.

جناب امتیاز شاہد(وزیر قانون): جناب سپیکر صاحب! میں ایک تحریک پیش کرتا ہوں کہ صوبائی حکومت کو ایک ایسی رقم جو مبلغ 20روپے سے متجاوز نہ ہو، ان اخراجات کے ادا کرنے کیلئے دے دی جائے جو کہ 30 جون 2017 کو ختم ہونے والے سال کے دوران منصوبہ بندی و ترقی اور شعبہ شماریات کے سلسلے میں برداشت کرنا ہوں گے۔

جناب سپیکر: خلیق الرحمان صاحب میرے خیال میں میں نے دیکھا ہے کہیں اس کو۔

وزیر قانون: شته دے جی، د لته کښې دے۔

جناب سپیکر: خلیق الرحمان صاحب! اپنی سیٹ پہ آجائیں پلیز، اپنی سیٹ پر بیٹھ جائیں۔

(شور)

Mr. Speaker: The motion before the House is that a sum not exceeding rupees 20 only, may be granted to the Provincial Government to defray the charges that will come in course of payment for the year ending 30th June, 2017, in respect of Planning & Development and Bureau of Statistics. Ji, Mian Zia-ur-Rehman Sahib. Cut motions on Demand No. 04.

میاں ضیاءالرحمان: سپیکر صاحب! میں دس روپے کی کٹوتی کی تحریک پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees ten only. Sardar Aurangzeb Nalotha, not present. Jafar Shah, lapsed. Mr. Fakhr-e-Azam Wazir, not present. Muhammad Sheeraz Khan. Mr. Sardar Hussain Babak sahib.

جناب سردار حسین: سپیکر صاحب! میں پانچ روپے کی کٹ موشن پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees five only. Mian Zia-ur-Rehman Sahib, please.

میاں ضیاءالرحمان: جناب سپیکر صاحب! میں صرف اتنا کہنا چاہوں گا کہ ہماری جو سکیمیں روز اول سے Ongoing ہیں یا نئی سکیمیں، تو ان کا شاید کوئی ٹائم فریم ہوتا ہوگا اس کا Completion period ہوتا ہوگا لیکن عملی طور پر یہ کچھ بھی نہیں ہوتا اور ٹھیکیدار اپنی من مانی کرتے ہیں اور بہت زیادہ جو ہے طوالت کرتے ہیں اور میرے خیال میں پہلے سال کی سکیمیں بھی ایسی ہیں سپیکر صاحب! کہ جو ابھی تک کمپلیٹ بھی نہیں ہیں تو میں یہ درخواست کروں گا متعلقہ محکمے سے کہ اس کیلئے کوئی ایسا میکنزم بنایا جائے تاکہ سکیمیں بروقت کمپلیٹ ہو جائیں، ان کا اگر کوئی Completion period ہے تو اس پر سختی سے عملدرآمد کروایا جائے۔ میں اپنی کٹ موشن کی تحریک واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: مسٹر سردار حسین بابک صاحب۔

جناب سردار حسین: شکریہ سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب! اول تو یہ کہ محکمہ جو پی اینڈ ڈی ہے یہ اگر بتائے منسٹر صاحب، اس دن بھی میں نے اپنی بجٹ سپیچ میں کہا تھا کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں جو 627 ارب روپیہ، 647 بلین جو Throw-forward ہے، یہ جب ہم Calculate کرتے ہیں تو ہمیں نہیں لگ رہا کہ آئندہ چار پانچ حکومتیں یہ جو Throw-forward ہے، اس کو Compensate کر سکیں اور جس طرح بدقسمتی سے ہمارے صوبے کی آمدن کے ذرائع اس میں کمی آرہی ہے، ان اداروں کو بیچا جا رہا ہے، Suppose ہمارے پاس انرجی اینڈ پاور جو ہے یہ بہت بڑا ذریعہ ہے ہماری آمدن کا۔۔۔۔

(شور)

جناب سردار حسین: سپیکر صاحب! میرے خیال میں یہ ہاؤس جو ہے یہ آرڈر میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آپ پلیز یہ میں نے کل بھی ریکویسٹ کی تھی، مہربانی کریں کیونکہ یہ بجٹ کا اجلاس ہے جو سب سے اہم اجلاس ہوتا ہے اور اسمبلی کا بنیادی مقصد بھی بجٹ پاس کرنا ہوتا ہے اس میں، تو آپ Kindly تھوڑا ڈسکشن میں حصہ لیں، توجہ کریں اور تھوڑا ڈیکورم کا خیال رکھیں، مہربانی ہو گی آپ کی۔ جی۔

جناب سردار حسین: سپیکر صاحب! یہ جو 627 ارب روپیہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کا Throw-forward ہے تو اس کا حکومت نے کیا سوچا ہوا ہے کہ اس کو کس طرح Compensate کریں گے اور دوسری جو اہم بات کہ ہمارے صوبے کا بڑا ذریعہ جو ہے بڑا ذریعہ آمدن کا وہ انرجی اینڈ پاور ہے، اب بورڈ کے تحت جو انہوں نے ایک طریقہ کار نئی حکومت نے بنایا، پرائیویٹ سیکٹر کو ان لوگوں نے Introduce کرایا، تیس سال کیلئے جو ہمارا صوبہ ہے، وہ بجلی کی آمدن کے مستقل ذریعہ سے محروم رہ جائے گا اور حال یہ ہے کہ 68 ارب روپے کے جو منصوبے ہیں، 68 ارب کے، وہ ان کیلئے صرف 40 ملین مختص ہیں اور دوسری طرف جو ہائیڈل فنڈ ہے ہمارا، وہ کبھی دو ارب ادھر جا رہا ہے بلین ٹریز سونامی میں اور کل وزیر اعلیٰ صاحب کہہ رہے تھے کہ جن چار ہزار مساجد کو سولرائزیشن پراجیکٹ دے رہے ہیں، وہ دو ارب روپیہ جو ہے وہ بھی اسی فنڈ سے آئے گا تو معلوم نہیں ہے کہ جو آمدن کا مستقل ذریعہ ہے، وہ ٹھیکیدار کو دیا جا رہا ہے، صوبہ محروم رہ جائے گا، ہمارے پاس جو اپنا 15 ارب روپیہ ہے یا 20 ارب روپیہ ہے، ان کو ہم ان ضروریات میں استعمال کر رہے ہیں جہاں سے ہمیں کوئی آمدن حاصل نہیں ہو گی تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ کونسی منصوبہ بندی ہے؟ ذرا وزیر صاحب اسی چیز پہ روشنی ڈالیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی خلیق صاحب۔

جناب خلیق الرحمان (پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقی): جناب سپیکر! اس دن بھی میں نے تفصیلاً جواب دیا تھا ہمارے معزز ممبران کو، جو یہ Throw-forward کی بات کر رہے ہیں، اس میں جتنا یہ بتا رہے ہیں As such ایسا بھی نہیں ہے لیکن یہ ہے کہ بالکل Throw-forward کا مسئلہ ہے لیکن اس کے بارے میں وزیر اعلیٰ صاحب نے مختلف میٹنگز کی ہیں اور Arrangements کر رہے ہیں مختلف ذرائع سے، فنڈز کے Further جو ہے یہ Throw-forward کو کم کرنے کیلئے ان شاء اللہ آنے والے

ٹائم میں مختلف طریقوں سے یہ جو Throw-forward ہے کم کیا جائے گا ان شاءاللہ۔ دوسرا جو انہوں نے کوئسچن کیا ہے انرجی اینڈ پاور سے Related ہے تو میرے خیال میں وہی بہتر اس کا جواب دے سکیں گے۔

جناب سپیکر: آپ تھوڑا یہ مائیک کے نزدیک ہوں تا کہ آپ کی آواز بالکل کلیئر ہو کے آئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقی: یہ دوسرا جو انہوں نے کوئسچن کیا یہ انرجی اینڈ پاور کے حوالے سے، وہ میرے خیال میں انرجی اینڈ پاور کے ہمارے منسٹر صاحب بہتر طریقے سے جواب دے سکیں گے۔

جناب سپیکر: کون بہتر جواب دے سکتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقی: انرجی اینڈ پاور کے جو ہمارے منسٹر ہیں عاطف خان، وہ دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: عاطف خان، میرے خیال میں عاطف خان کہیں ہے ادھر، وہ آجائے گا جی، جی۔

جناب سردار حسین: اول تو یہ کہ فلور آف دی ہاؤس Responsible Minister جو ہے وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ Throw-forward اتنا نہیں ہے، میں چیلنج کرتا ہوں، ڈیپارٹمنٹ کے لوگ ادھر بیٹھے ہیں، ڈیپارٹمنٹ کے لوگ منسٹر کو گائیڈ کر دیں، Six twenty seven billion plus، 627 ارب روپے پلس سالانہ ترقیاتی، جو ہماری کتاب ہے اس کا Throw-forward ہے۔ منسٹر صاحب! میں نے بات منصوبہ بندی کے حوالے سے کی ہے کہ اگر پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کی یہ منصوبہ بندی ہے کہ میرا صوبہ تیس سال تک، تیس سال بجلی کی خالص آمدن سے محروم رہے گا تو ہماری آمدن کے ذرائع کس طرح بڑھیں گے؟ وزیر خزانہ صاحب خود کہہ رہے ہیں کہ 2025 تک سیلری اور نان سیلری جو ہمارا بجٹ ہے، یہ سارا سیلری اور نان سیلری میں چلا جائے گا۔ اگر آہستہ آہستہ ہم آمدن کے جو ذرائع ہیں وہ کھو رہے ہیں تو سوال یہ ہے کہ آگے جب ہم جائیں گے تو ہمارا صوبہ ڈیویلپمنٹ پر کس طرح Sustain کرے گا، یعنی یہ تو ہونا نہیں چاہیئے تھا، یعنی ایشیئن ڈیویلپمنٹ بینک سے قرضہ، میں نے اس دن ملاکنڈ تھری کی مثال دی تھی، 81 پلس میگاواٹ بجلی، ایک ارب روپے سالانہ، اب نیٹ ہائیڈل پرافٹ کے جو پیسے ہیں، وہ بجلی کے

منصوبوں پر کیوں نہیں لگ رہے ہیں؟ یعنی چار سال میں پی اینڈ ڈی کی آپ کتاب اٹھائیں، 68 ارب کے منصوبے اس میں Reflect ہیں جاری اور نئے، ایلوکیشن 40 ملین ہے، پیسہ ہمارے پاس موجود ہے، دو ارب تو بلین ٹریز سونامی میں جارہا ہے لیکن بجلی کے منصوبوں میں نہیں جارہا، یعنی چار ہزار مساجد کیلئے کل سی ایم صاحب نے بتایا کہ دو ارب روپیہ بجلی کے منصوبوں سے مسجدوں کی سولرائزیشن کریں گے، تو مسجدوں کو تو اے ڈی پی سے کر لیتے، جو بجلی کا خالص منافع ہے وہ پیسے تو ادھر جانا چاہیئے تھے، تو سوال یہ اٹھتا ہے کہ کس طرح کی منصوبہ بندی ہے؟

جناب سپیکر: جی، چیف منسٹر صاحب۔

جناب پرویز خٹک (وزیر اعلیٰ): جناب سپیکر صاحب! بات یہ ہے کہ جو بجلی کے منصوبے ہیں، وہ Time consuming منصوبے ہیں، اگر میں ان سے پوچھوں، اگر آپ اپنے دور میں کوئی تیاری کر لیتے، Feasibilities بن کے اور پھر پراجیکٹس تیار ہوتے، Competition میں جا چکے ہوتے تو یہ اب ہم بہت آگے جا چکے ہوتے کیونکہ میں اپنی سپیچ میں بتاؤں گا کہ ہم نے اپنے دور میں کیا سٹارٹ کیا ہے اور اس کا ریزلٹ اگلی حکومت کے سامنے آئے گا اور وہ اس پر پراگریس کریں گے، اس میں آگے کام چلائیں گے۔ ہم جب آئے تو پچھلے دور میں صرف 57 میگاواٹ بجلی پر کام شروع ہوا اور اب جا کر وہ میرے خیال میں اس کا ریزلٹ نکل رہا ہے، مطلب ہے کہ چھ سات سال اس منصوبے پر لگ گئے، پھر جب آپ بجلی کا منصوبہ شروع کرتے ہیں تو اس کی Feasibilities، اس کا Run of River، ایک سال اس پر لگتا ہے، دو ڈھائی سال اس میں لگ جاتے ہیں۔ جب اس کا Rate analysis سب کچھ ہوتا ہے تو یہ ٹائم لگ گیا ہے، اب On ground کام شروع ہو چکا ہے، اب پیسہ لگنا شروع ہو چکا ہے، تو مجھے امید ہے کہ جو ہمارے پاس پیسہ موجود ہے، ان شاءاللہ اگلے جون تک اس میں 70/80% خرچ ہو چکا ہوگا۔ تو میں اپنی تقریر میں ڈیٹیل میں بتاؤں گا کہ ہم کیا کرنے جارہے ہیں اور کیا کیا؟ ہماری تیار چیز ہوتی، پیسے ابھی ختم ہو کر ہم اور Arrange کرتے، چونکہ کچھ میدان میں تھا ہی نہیں، On ground ہمارے پاس کچھ موجود نہیں تھا، اس وجہ سے Delay ہوئی Otherwise میں ابھی کہہ رہا ہوں کہ جو ہم نے ابھی تیاری کی ہے، ان شاءاللہ جو بھی آئندہ گورنمنٹ آئے گی، اس کو تیار پراجیکٹس ملیں گے اور اس پر آگے پراگریس بڑھتا جائے گا۔

جناب سپیکر: عاطف خان! کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

جناب محمد عاطف (وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم وانرجی اینڈ پاور): سپیکر صاحب! شکریہ۔اس میں میں نے اس دن بھی وضاحت کی تھی کہ ایک تو نمبر ایک یہ جو اعتراض ہے کہ اے ڈی پی میں Reflected کیوں نہیں ہے؟اس کی وجہ یہ ہے کہ جو ایچ ڈی ایف سے جو پیسے لگتے ہیں، وہ اے ڈی پی میں Reflect نہیں ہوتے،اس وجہ سے یہ اے ڈی پی میں Reflected نہیں ہیں اور سکیمیں شروع ہیں،اس پر پیسہ لگے گا لیکن اس کی Reflection اس وجہ سے اس میں نہیں ہے۔دوسری بات جو انہوں نے بلین ٹری سونامی کی کی، یہ بھی اس دن میں نے وضاحت کی تھی کہ جو اس کا فنڈ ہے،ان کو پیسوں کی ضرورت تھی اور ان کے پاس Already جو لکڑی ہے جو بیچ رہے تھے لیکن ایک ساتھ اتنی زیادہ اماؤنٹ کی اس کی بکتی نہیں ہے لکڑی، تو اس وجہ سے ان کو ہم نے As loan،As loan ایچ ڈی ایف سے پیسہ دیا ہے دو ارب اور میں نے یہ بھی کہا ہے کہ اس پر باقاعدہ اس کو انٹرسٹ لگے گا اس پر، یہ نہیں کہ ایچ ڈی ایف سے پیسے چلے گئے ہیں، یہ ختم ہو گئے ہیں، یہ صرف As loan گئے ہیں بلین ٹریز سونامی کی طرف، جیسے جیسے ان کا ٹمبر کا وہ بکتا جائے گا،اسی حساب سے وہ پیسے اس میں واپس جمع ہوتے جائیں گے بمعہ سود کے تو مطلب یہ نہیں کہ دو بلین اس میں سے چلا جائے گا، یہ میں نے اس دن بھی وضاحت کی تھی۔

جناب سپیکر: سردار حسین صاحب-----

جناب محمد شیراز: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: یہ تو جس کی کٹ موشن ہوتی ہے، یہ تو روٹین ڈسکشن نہیں ہوتی جی۔

جناب محمد شیراز: ایک منٹ جی۔

جناب سپیکر: نہیں پلیز، آپ کو جنرل ڈسکشن میں موقع دیتا ہوں، میں بیس تک ہی لیکر جاتا ہوں تو پھر چیف منسٹر صاحب بھی خطاب کریں گے۔

جناب سردار حسین: سپیکر صاحب! میں واپس لے لیتا ہوں، وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا کہ میں اپنی تقریر میں وضاحت کروں گا۔عاطف خان کہہ رہا ہے کہ دو ارب ہم نے قرضہ دیا ہے بلین ٹریز سونامی میں۔اب یہ پوچھنا چاہیئے کہ دو ارب روپیہ اگر بجلی کے منصوبے میں لگتا،اس کی وجہ سے صوبے کو کتنی آمدن ہوتی اور یہ

Loan آپ نے بلین ٹریز سونامی کو دیا، یہ جو کوئسچن ہے بنیادی طور پر یہ منصوبہ بندی کے اوپر ہے، یہ منصوبہ بندی، اور میرے خیال میں ہر ایک سوال کا یہ جواب دینا کہ آپ نے کیا کیا تھا، ہم نے نہیں کیا تھا تو نہیں آئے، آپ لوگوں نے وعدے کئے ہیں تو لوگوں نے آپ کو ووٹ دیا ہے، اب یہ جواب بے معنی ہو گیا ہے، ہم نے کچھ نہیں کیا، ہمیں لوگوں نے ووٹ نہیں دیا، بات ختم، بات ختم، اب پانچواں بجٹ ہے پانچواں بجٹ، پانچویں بجٹ میں بجلی کے منصوبوں کیلئے 40 ملین ایلوکیشن، دو ارب روپیہ آپ ادھر قرضہ دے رہے ہو قرضہ، پانچ ارب روپیہ سوات موٹر وے کیلئے آپ ایک ٹھیکیدار کو قرضہ دے رہے ہو جو کہ صوبے کی تاریخ میں نہیں ہے، ایف ڈبلیو او ٹھیکیدار نہیں ہے تو کون ہے؟ ایف ڈبلیو او ٹھیکیدار ہے، ایک ادارہ ہے، ہم تو دیکھ رہے ہیں، ٹھیکیداروں کو ایڈوانس موبلائزیشن دی جاتی ہے لیکن قرضہ ہم نے نہیں دیکھا تھا کہ کسی ٹھیکیدار کو حکومتی فنڈ سے قرضہ دیا جا رہا ہے۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: یہ میں پہلے بار سن رہا ہوں کہ آپ فوراً سے جواب دے رہے ہیں تو سر! آپ بعد میں دیں، بعد میں جب بجٹ ختم ہو، کیوں آپ کو اتنی جلدی ہے؟

جناب وزیر اعلیٰ: میں پہلا وزیر اعلیٰ ہوں، میں پاکستان کا پہلا وزیر اعلیٰ ہوں جو کھڑا ہو کر جواب دیتا ہے، ایک گزر چکا ہے پیچھے اور میں پہلی دفعہ، ایسی کیا بات ہے، تو میں صرف آپ کے قرضے کا جواب، ایف ڈبلیو او کو اسلئے ہم نے پانچ ارب قرضہ دیا کیونکہ اس پراجیکٹ کو Feasible بنانا تھا، وہ اگر ہم پانچ ارب نہ دیتے تو اس کا مطلب تھا کہ اس پر خرچہ بڑھ رہا تھا اور وہ Feasible نہیں بن رہا تھا تو وہ ہم سے اس کے بدلے، وہ اب 37 تھا وہ 41 مانگ رہے تھے کہ 41 بلین میں پراجیکٹ بنے گا۔ میرے خیال میں میں کوئی بیس میٹنگز کر کے جیسا ذاتی کام کیلئے بندہ سودا کرتا ہے، میں نے اس طرح ان سے Bargaining کی، میں نے کہا اگر ہم اس کے بدلے، اس نے کہا کہ اگر ہمیں قرضہ دے دو تو یہ پیسے جو ہے آپ کو واپس آجائیں گے Otherwise آپ کو یہ پانچ ارب دینے پڑیں گے تو ہم نے یہ بہتر سمجھا کہ ان کو قرضہ دیں بجائے اس کے کہ یہ پیسے ہمیں واپس نہ آئیں، اس وجہ سے آپ اگر چاہیں تو ہم پوری ڈیٹیلز آپ کو سمجھا سکتے ہیں کہ کیوں ہم نے قرضہ دیا؟ اگر یہ قرضہ ہم نہ دیتے تو پراجیکٹ، ہر ایک پراجیکٹ کی Feasibility پر بینک لون دیتا ہے، تو اس کو Feasible بنانے کیلئے ہم نے کہا کہ ہم اپنے صوبے کے پانچ ارب بالکل ختم نہیں کر سکتے، اس

سے بہتر ہے کہ ہم قرضہ دیں اور یہ واپس آجائے۔ دوسرا پشتو کا ایک محاورہ ہے، "چې څه کرې هغه به ریبې" اوس تاسو څه کرلی نه دی نو مونږه به څه ریبو، نو چې مونږه څه او کړو نو بل څوک به ئې ریبی۔ مہربانی۔

(تالیاں)

جناب سردار حسین: نه خیر دے زه خو شکریه ادا کومه، زه شکریه ادا کومه د وزیر اعلیٰ چې هغه د ومره تکلیف کوی چې د هر سوال جواب ما له خپله راکوی، زه ئې ډیره شکریه کوم، زه شکریه ادا کوم۔ داسې ده جی سپیکر صاحب! د منصوبه بندئ په حواله زه خبره کوم چې پانچ ارب روپۍ تاسو یو ټهیکیدار له قرضه ورکوئ نو پکار دا ده چې صوبائی حکومت د ورسره پارټنر شی د دیرشو کالو د پاره، هغه آمدن د موټروے چې دے هغه به ټهیکیدار ته ځی، نو پانچ ارب روپۍ تاسو قرضه ورکوله، بیا به مو ورسره پارټنرشپ کړے وو، کم از کم د هغې آمدن کښې، کم از کم په هغه آمدن کښې خو زما صوبه حصه داره وه او بل مثال نه جوړیږی، بل مثال نه جوړیږی، دا غلطه منصوبه ده، په دې به وزیر اعلیٰ صاحب زما نه خفه کیږی۔

جناب سپیکر: سردار حسین صاحب! آپ کی باتوں سے ایک، نہیں میں آپ سے پوچھتا ہوں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ملاکنڈ کیلئے ایک بہت بڑا منصوبہ ہے، ملاکنڈ کی Revival کیلئے اس کی اکانومی کیلئے۔

جناب سردار حسین: بہت بڑا منصوبہ ہے لیکن صوبے کو تیس سال تک کیا فائدہ ہو رہا ہے، فائدہ تو ٹھیکیدار کو جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو تو سپورٹ کرنا چاہیئے۔

جناب سردار حسین: ہماری آمدن پر یعنی کوئی مثال نہیں ہے اسی صوبے میں، میں Appreciate کر لوں گا، اگر میرا صوبہ کسی اور ٹھیکیدار کو بھی قرضہ دے دے، یعنی منصوبہ بندی یہ ہوتی ہے Positive کہ میرا صوبہ اس میں پارٹنر بنتا۔

جناب سپیکر: جی چیف منسٹر صاحب۔

جانب وزیر اعلیٰ: دیکھیں میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں، آپ کا میں نے ایک بیان دیکھا کہ صوبائی حکومت نے کوئی میگا پراجیکٹ نہیں بنایا، تو میرے خیال میں میگا پراجیکٹ مجھے بھی سمجھا دیں، ہے کیا؟ تو یہ آپ کو نظر میگا پراجیکٹ نہیں آتا تو پھر پتہ نہیں میگا پراجیکٹ کیا ہوتا ہے؟ بات یہ ہے کہ یہ ٹھیکیدار کو نہیں جا رہا کیونکہ ہم اس میں سے صوبہ زمین کی قیمت ملا کر پندرہ ارب خرچ کر رہا ہے اپنے صوبائی بجٹ سے اور باقی پیسہ ٹول پلازہ سے آئے گا اور وہ ٹول سے جو پیسہ واپس آئے گا، وہ اپنا قرضہ اتارے گا تو تیس سال میں یہ اپنا قرضہ اتارے گا اور تیس سال کے بعد یہ صوبائی گورنمنٹ کی ملکیت بن جائے گا اور ٹول پلازہ سے انکم ان کی بن جائے گی، تو یہ پچیس سال کے اندر دو دفعہ اس میں Overlay ہوگا کیونکہ سڑک کی جو لائف ہے وہ دس سال میں خراب ہونا شروع ہو جاتی ہے، تو ہر دس سال کے بعد دو دفعہ یہ Re-carpet ہوگی اور یہ ایک کوئی نئی چیز ہے یا شاید آپ کو نہ پتہ ہو، یہ ساری دنیا میں سسٹم چل رہا ہے۔ اگر آپ فیڈرل گورنمنٹ کی سکیمز دیکھیں جب BOT پر سکیم چلتی ہے، اس کا اپنا سسٹم ہوتا ہے، جب آپ کسی کے ساتھ پارٹنر شپ میں جاتے ہیں، اس کا اپنا سسٹم ہوتا ہے، تو یہ تو ایک ہم پندرہ ارب روپے میں چالیس ارب کی سکیم بنا رہے ہیں اور آپ کو تو Appreciate کرنا چاہیئے کہ یہ پہلی صوبائی حکومت ہے جو اپنے خرچے سے اپنی پلاننگ سے ایک موٹر وے اور ایکسپریس وے اپنے صوبے میں پورے ایک ریجن کیلئے بنا رہی ہے جو پوری زندگی بدل سکتی ہے، اس کے ٹرانسپورٹ میں خرچے کم ہو سکتے ہیں، ان کا بزنس بڑھ سکتا ہے، ان کیلئے راستہ آسان ہو سکتا ہے، آپ کوئی چیز تو Appreciate کریں، ہم بھی آپ کی چیزوں کو Appreciate کریں گے۔

جناب سپیکر: اکبر ایوب صاحب کچھ کہہ رہے ہیں، اکبر ایوب صاحب!

جناب اکبر ایوب خان (مشیر برائے مواصلات و تعمیرات): شکریہ سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب! میں ہاؤس کو یہ بتانا چاہتا تھا کہ جب ہم نے سوات موٹر وے کی ڈیل کی پی پی پی کے تھرو، اس کے بعد پنجاب گورنمنٹ نے ہمیں کاپی کرتے ہوئے سیالکوٹ لاہور موٹر وے انہی لائن کے اوپر، انہی اس پر ایف ڈبلیو او کے ساتھ کیا اور ہم سے دس کروڑ روپے فی کروڑ مہنگا کیا ہے سپیکر صاحب! اور یہ این ایچ اے نے کیا ہے۔ سپیکر صاحب! یہ پہلا موٹر وے ہے جو کوئی صوبائی حکومت بنا رہی ہے اور یہ پہلا پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ

کا منصوبہ ہے اس صوبے کا اور جب سے یہ منصوبہ ہوا ہے اس کے بعد سوؤں کے حساب سے Proposals پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ میں آج صوبے کے پاس پڑی ہیں۔

جناب سپیکر: عاطف خان!

جناب محمد عاطف (وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم): جناب سپیکر صاحب! ایک تو یہ بات ہمیشہ ہوتی ہے کہ میگا پراجیکٹ میگا پراجیکٹ، اگر ایسا میگا پراجیکٹ ہے، اس کی Significance میں آپ کو صرف اس وجہ سے بتا دیتا ہوں کہ ہمارے صوبے میں تقریباً دو تین چیزیں ہیں جس کا آنے والے وقت میں جس طرح بابک صاحب کہہ رہے تھے کہ Own revenue صوبے کا ہونا چاہیئے، اس میں بڑی چیزیں ہیں، ایک ہے ہائیڈرو کا، ایک آئل اینڈ گیس اور ایک ہے ٹورازم، یہ ٹورازم ایسی چیز ہے کہ یہ بہت جلدی ڈیویلپ ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہے، مطلب یہ پنجاب میں کوئی اس طرح سوات جیسا ایریا یا ملاکنڈ یا چترال جیسا ایریا نہیں ہے۔ اب یہاں پر حکومت کا ٹورازم کیوں بڑھتا ہے، ایک نمبر ون یہ کہ جب وہاں پر لاء اینڈ آرڈر ٹھیک ہو، جو الحمدللہ کافی بہتر ہو گئی ہے، پھر نمبر ٹو اگر آپ اس کو Access دے دیں، روڈز اس کے ٹھیک کر دیں تو باقی ٹورازم خود ہی ڈیویلپ ہو جاتا ہے، یہ جو روڈ ہے اس کی Significance صرف ایک روڈ کی اس پہ نہیں ہے کہ جی ایک روڈ ہے، ایک موٹر وے ہے، اس پہ جتنا اوپر کا ایریا ہے جتنے ڈسٹرکٹس ہیں، وہ سارے اس سے جو آپ سال دو سال میں یا تین سال میں کیونکہ باقی انڈسٹری پہ یا باقی چیزوں پہ بہت ٹائم لگتا ہے۔ ٹورازم کی ڈیویلپمنٹ کیلئے میرے خیال میں یہ سوات کا یا ملاکنڈ کا یا چترال کا جس سے پورے صوبے کو فائدہ ہو گا، اس سے بہتر سکیم اور کوئی نہیں ہو سکتی، تو اگر اس پہ یا Loan دیا گیا ہے یا ایڈوانس میں دیا گیا ہے، یہ پراجیکٹ ان شاء اللہ امید ہے کہ آنے والے سال میں کمپلیٹ ہو جائے گا، اس سے اتنا بڑا Regular base پہ اس صوبے کو فائدہ ہو گا، میرے خیال میں اور کسی پراجیکٹ سے نہیں ہو گا جتنا اس پراجیکٹ سے ہو گا۔ تھینک یو جی۔

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں وہ وائنڈ اپ کرتے ہیں جی، ہاں جی، واپس اخلئ؟

جناب سردار حسین: میں اپنی کٹ موشن کو واپس بھی لیتا ہوں اور اپنے ریکارڈ کیلئے میرے خیال میں یہ تاثر ابھی جا رہا ہے کہ خدانخواستہ ہم اس منصوبے کے خلاف ہیں، ہم اس منصوبے کو Appreciate کرتے ہیں،

بالکل توقع بھی رکھتے ہیں کہ اس طرح بڑے بڑے پراجیکٹس اس صوبے کیلئے ہونے چاہئیں۔ جو میرا نقطہ نظر ہے، وہ یہ ہے کہ جتنی Investment ہم نے کی Feasibility کے حوالے سے کی، لینڈ پرچیز کے حوالے سے کی یا پندرہ ارب کی یا پانچ ارب کی یا جتنی بھی تھی، بہتر ہوتا اگر تیس سال کیلئے میرا صوبہ پارٹنر ہوتا اور جو آمدن ہوتی ہم اس میں شریک ہوتے، وہ آمدن ہمیں ملتی تو بہت بڑی بات ہوتی، بہت اچھی بات ہوتی، لہذا میں واپس لیتا ہوں۔

Mr. Speaker: Thank you, thank you. Since all the cut motions on Demand No. 04 have been withdrawn, therefore, the question before the House is that Demand No. 04 may be granted? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Demand is granted.

اس طرح کرتے ہیں کہ بیس تک میں یہ لے لوں گا اور آگے پھر ہم اس پہ جس کا وہ شروع کر لیں گے۔ جی ڈیمانڈ نمبر 5۔

جناب شہرام خان {سینیئر وزیر (صحت)}: شکریہ جناب سپیکر۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ صوبائی حکومت کو ایک ایسی رقم جو مبلغ 20 روپے سے متجاوز نہ ہو، ان اخراجات کو ادا کرنے کیلئے دے دی جائے۔۔۔۔

جناب سپیکر: کتنے روپے؟

سینیئر وزیر (صحت): 20 روپئ جی، دوئ پرې کټ پچیس روپئ لګولے دے او سپیکر صاحب! ما له شل راکړئ او زه ورله بتیس ورکړم چې دا قصه ختمه شي، بتیس درکوم خبرې واپس واخلئ۔ د بابک صاحب پکښې لس دی، د فخر اعظم صاحب لس دی، دوه پکښې دغه دوه پکښې فخر اعظم لګولې دی۔ (ہنستے ہوئے) دا ډیره سیریس مسئله ده۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ تو میں تمام سے ریکویسٹ کروں گا کہ ان کے ہاں، جی جی تو یہ کٹ موشن جو ہے نہ جتنی بھی کی ہیں، میں ریکویسٹ کروں گا کہ ان کو واپس لے لیں۔ ٹھیک ہے جی جی، مہربانی۔

سینیئر وزیر (صحت): یا مجھ سے 32 روپے واپس لے لیں، 32 روپے۔ (قہقہہ)

Mr. Speaker: The motion before the House is that a sum not exceeding rupees 20 only, may be granted to the Provincial Government to defray the charges that will come in course of payment for the year ending 30th June, 2017, in respect of Information Technology. Since all the cut motions on Demand No. 05 withdrawn and therefore, the question before the House is that Demand No. 05 may be granted? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Demand is granted.

جناب سردار حسین: جناب سپیکر صاحب! یو خبره کوم۔

جناب سپیکر: جی وایه، اوکړه اوکړه۔

(مداخلت)

جناب سردار حسین: زما واپس دے، زما واپس دے، ما واپس اخستے دے، ما سپیکر صاحب! د انفارمیشن ټیکنالوجی ډائریکټوریټ هم دے ډائریکټوریټ، اوس د حکومت چې کوم پلاننګ دے چې دوئ بورډ جوړوی، اوس ما ته چیف منسټر صاحب دا اووئیل چې دا کوم ایمپلائز دی Permanent او ظاهره خبره ده یو ډائریکټوریټ موجود دے، سوال دا دے چې د ډائریکټوریټ په موجودګئ کښې څه داسې کمزورئ دی، څه داسې Loopholes دی چې تاسو خپل ټارګټ چې دے هغه Achieve کوئ نه او یو بورډ طرف ته ځئ، یو Autonomous board طرف ته ځئ، په دې د دوئ خبره اوکړی۔

جناب سپیکر: جی، شہرام خان! پلیز۔

سینئر وزیر (صحت وانفارمیشن ٹیکنالوجی): تهینک یو جی، پینځه روپئ به ترې کټ کوم ځکه چې خبرې ئې پکښې اوکړې، په لس مې ورسره خبره کړې وه، (ہنستے ہوئے) خبره جی ډیر Valid دغه طرف ته ئې بوتله بابک صاحب، ډائریکټوریټ کښې کار ئې خو کوؤ لګیا وو خو هغه د ګورنمنټ روټین پروسیجرز باندې هغه تیریږی نو په هغې ډیر Lengthy process دے او ډائریکټوریټ صرف ګورنمنټ سائډ ګوری، بورډ پرائیویټ سائډ ګوری جبکه Proper طریقې سره اوګورئ، بورډ ته

دی، Rules relax Proper Board دے، هم هغه چې کوم ډائریکټوریټ د کوم پروسیجرز نه تیریږی هغه ټول هر څه په یو بورډ کښې، چیف منسټر د هغې چیئرمین دے، زه ئې ممبر یمه، اے سی ایس ئې ممبر دے، فنانس سیکرټری ئې ممبر دے، د هغه بورډ آئی ټی سیکرټری ئې هم ممبر دے، داسې نور پرائیویټ ممبرز دی، نو Infact چې صرف یې اینډ ډی یو پروسیجر نه تیریږی، هغه ټول څیزونه په هغه ځائې کښې Decision process هم تیز شی، بل دا ده چې بورډ ته Rules relax وی او بورډ کښې نور ټیکنیکل ایکسپرټس دی، کوم چې بابک صاحب خبره اوکړه چې هلته سټاف دے، هلته د تیرو لسو کالو نه سټاف وو چې کوم په کنټریکټ باندې راروان وو، هغه مونږه څلور پینځه تنه وو، هغه مونږ Permanent کړل جی، هغه مونږ کړی دی Last year مونږ کړی دی، د هغوی Jobs secured دی۔ د هغې نه علاوه چې څومره هم هلته کار کوی هغه پراجیکټ پروګرامز دی، د دوه دوه درې درې کالو پراجیکټې دی، هغه چې پراجیکټ کوم ډیپارټمنټ له کوی هغه End شی یا پراجیکټ ډیپارټمنټ واخلی یا چې کوم دے هغه پراجیکټ Wind up شی، نو د ډیپارټمنټ دغه چې کوم دے، د دې سره به نور IT sector strengthen کیږی، هم Flourish کیږی به ان شاء الله او بل دا ده چې ګورنمنټ آفیشلز او پرائیویټ او پبلک دواړه به Combine شی او ټول خلق به یو ځائې سره چې کوم دے نو هغه ټول پراسیس کوی چې شے Approved شی ان شاء الله۔

Mr. Speaker: Demand No. 06, honourable Minister for Revenue. Ji, Ali Amin Gandapur.

جناب علی امین گنڈاپور (وزیر مال واملاک): بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب سپیکر! میں تحریک پیش کرتاہوں کہ صوبائی حکومت کوایک ایسی رقم جو مبلغ 60روپے سے متجاوز نہ ہو،ان اخراجات کے ادا کرنے کیلئے دے دی جائے جو کہ 30 جون 2017 کو ختم ہونے والے سال کے دوران مال گزاری واملاک کے سلسلے میں برداشت کرنا ہوں گے۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that a sum not exceeding rupees 60 only, may be granted to the Provincial Government to defray the charges that will come in course of payment for the year ending 30th June, 2017, in respect of Revenue

& Estate. Cut motions on Demand No. 06, Mian Zia-ur-Rehman Sahab.

میاں ضیاءالرحمان: سپیکر صاحب! دس روپے کی کٹوتی کی تحریک پیش کرتا ہوں جی۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees ten only. Sardar Aurangzeb Nalotha. Raja Faisal Zaman.

راجہ فیصل زمان: سر! میں منسٹر صاحب کے اخلاق سے متاثر ہو کے کٹ موشن واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اچھا، فخر اعظم!

جناب فخر اعظم وزیر: میں اپنی کٹ موشن واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، مسٹر شیراز خان، مسٹر سردار حسین بابک!

جناب سردار حسین: سپیکر صاحب! میں راجہ فیصل زمان کی تقلید کرتے ہوئے اپنی کٹ موشن واپس لے لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ضیاءالرحمان صاحب!

میاں ضیاءالرحمان: ٹھیک ہے جی، میرے سینیئرز نے واپس لے لی ہیں تو پھر میں کیا کروں گا جی، میں بھی واپس لیتا ہوں جی لیکن سپیکر صاحب! کل جو بات ہوئی تھی سکی کناری ڈیم کے حوالے سے جو وہاں پہ متاثرین کے مسائل کے حوالے سے اور عبدالستار خان نے اسی طرح عباسی اور بھاشا ڈیم کے حوالے سے بات کی تھی سر! صرف چھوٹی سی بات کروں گا سپیکر صاحب۔۔۔۔

جناب سپیکر: ابھی میں اس کے حوالے سے، میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ اسمبلی نے ایک ریزولیوشن بھی پاس کی ہے، وہ ریزولیوشن آپ کے پاس آئی ہے، ہاں جی، جی پلیز آپ بات کریں۔

میاں ضیاءالرحمان: میں صرف ایک بات کروں گا جی، تو مجھے امید ہے جس طرح آنریبل چیف منسٹر صاحب نے بھی یقین دہانی کروائی ہے تو وہاں پہ لوگوں کے ساتھ بہت زیادتی ہو رہی ہے، میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں اس معزز ایوان کی وساطت سے اور چیف منسٹر صاحب اور منسٹر صاحب سے کہ کم از کم ڈی سی مانسہرہ کو کہیں کہ رمضان میں لوگوں پر سختی نہ کریں اور زبردستی قبضہ نہ لیں، ان لوگوں نے بہت زیادتی کی ہے جی اور کمپنی جو ہے، اس سے لوگوں کا، لوگوں کے ساتھ زیادتی نہیں ہونی چاہیئے، انہیں صحیح معاوضہ ملنا

چاہیئے اوران شاءاللہ لوگ، میں نے جس طرح کل کہا ہے ہر قربانی دینے کیلئے تیار ہیں۔ سپیکر صاحب! ایک اور بہت بڑی زیادتی ہوئی ہے، منسٹر صاحب سن رہے ہیں کہ پہلے تقریباً چھ ہزار کارقبہ انہوں نے کہا جی کہ ہم لے رہے ہیں اس کیلئے اور اس کی جو پیداوار ہو گی تقریباً 870 میگاواٹ، اس کے بعد وہ 4500 پہ آ گئے، سپیکر صاحب! انہوں نے کہا کہ ہم 4500 کنال لیں گے اور اب میرے خیال میں صرف 21/2200 کنال پہ آئے ہوئے ہیں تو باقی جو جگہ بچ جائے گی، وہ تو لوگوں سے ناکارہ ہے، ان ساری چیزوں کا ازالہ ہونا چاہیئے جی۔ میں اپنی کٹ موشن واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی جی، علی امین گنڈاپور صاحب!

جناب علی امین گنڈاپور (وزیر مال واملاک): سر! اس حوالے سے جو ہماری بات ہوئی ہے کمیٹی کے حوالے سے، ایکشن کمیٹی بن رہی ہے اس کے اوپر اور ہم Ensure کراتے ہیں کہ مسئلے کو حل کرنا ہے، یہ پوری اسمبلی کا مسئلہ ہے، پورے صوبے کا مسئلہ ہے، وزیر اعلیٰ صاحب نے کل بھی یقین دہانی کرائی ہے، میں یقین دلاتا ہوں ان شاءاللہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، نیکسٹ۔ ہاں جی شکریہ، بالکل، Since all the cut motions on Demand No. 06 withdrawn, therefore, the question before the House is that Demand No. 06 may be granted? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Demand is granted. Demand No. 07, honourable Minister for Excise, Mian Jamshed Sahib!

میاں جمشید الدین (وزیر آبکاری و محاصل): جناب سپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ صوبائی حکومت کو ایک ایسی رقم جو مبلغ 03 کروڑ 57 لاکھ 78 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو، ان اخراجات کے ادا کرنے کیلئے دے دی جائے جو کہ 30 جون 2017 کو ختم ہونے والے سال کے دوران آبکاری و محاصل کے سلسلے میں برداشت کرنا ہوں گے۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that a sum not exceeding rupees 03 crore, 57 lac, 78 thousand only, may be granted to the Provincial Government to defray the charges that will come in course of payment for the year ending 30th June, 2017,

in respect of Excise and Taxation and Narcotics Control. Cut motions on Demand No. 07, Mr. Saleh Muhammad.

جناب صالح محمد: میں نے اٹھتر ہزار کی جو کٹ موشن پیش کی ہے وہ واپس لینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میاں ضیاءالرحمان صاحب، ماشاءاللہ میاں ضیاءالرحمان صاحب، آخر میں آپ نے زور دیا ہے، (ہنستے ہوئے) جی جی۔

میاں ضیاءالرحمان: سپیکر صاحب! میں نے دس روپے کی کٹوتی کی تحریک پیش کی تھی لیکن میں صالح محمد خان صاحب کی پیروی کروں گا اور ہم الحمدللہ مطمئن ہیں ان سے، ایسی کوئی بات نہیں، میں واپس لیتا ہوں جی۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: جی، سردار اورنگزیب نلوٹھا، پلیز۔ مسٹر محمود خان بیٹنی، نہیں ہیں۔ شیراز خان، سردار حسین بابک صاحب۔

جناب سردار حسین: سپیکر صاحب! زه د یو هزار روپو کټ موشن پیش کومه او بیا مونږ ډیر تعریفونه د میاں صاحب کړی وو او چې زه اوس ګورم چې دومره لوئې ضمنی بجټ په څه کښې استعمال شوے دے، میاں صاحب! دا څنګه چل شوے دے؟ (ہنستے ہوئے) بهرحال زه واپس اخلم۔

جناب سپیکر: میاں جمشید الدین صاحب! شکریه خو ئې ادا کړه کنه۔

میاں جمشید الدین (وزیر برائے آبکاری و محاصل): زه ستاسو د ټولو یو ځل بیا شکریه ادا کوم او بیا ما ته دا پینځه واړه کاله تاسو کوم عزت راکړو، زه ستاسو ډیر زیات شکرګزار یم (تالیاں) او ان شاء الله الله د ما ته هم وس راکړی چې زه ستاسو هم څه په کار راشم، څه خدمت مو اوکړم، څه عزت درکړم۔ والسلام۔

Mr. Speaker: Since all the cut motions on Demand No. 07 withdrawn, therefore, the question before the House is that Demand No. 07 may be granted? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Demand is granted. Demand No. 08, honourable Minister for Law.

جناب امتیاز شاہد (وزیر قانون): جناب سپیکر صاحب! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ صوبائی حکومت کو ایک ایسی رقم مبلغ 56 کروڑ 19 لاکھ 74 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو، ان اخراجات کے ادا کرنے کیلئے دے دی جائے جو کہ 30 جون 2017 کو ختم ہونے والے سال کے دوران محکمہ داخلہ اور قبائلی امور کے سلسلے میں برداشت کرنا ہوں گے۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that a sum not exceeding rupees 56 crore, 19 lac, 74 thousand only, may be granted to the Provincial Government to defray the charges that will come in course of payment for the year ending 30th June, 2017, in respect of Home. Cut motions on Demand No. 08, Saleh Muhammad Sahib.

جناب صالح محمد: جناب سپیکر صاحب! میں کٹ موشن واپس لینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں ضیاءالرحمان صاحب!

میاں ضیاءالرحمان: سپیکر صاحب! میں دس روپے کی کٹوتی کی تحریک پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees ten only. Sardar Aurangzeb Nalotha. Sardar Zahoor Ahmad. Mr. Fakhr-e-Azam Khan.

جناب فخر اعظم وزیر: جناب سپیکر! میں اپنی کٹوتی کی تحریک واپس لیتا ہوں۔

Mr. Speaker: Withdrawn. Mr. Mehmood Khan Bettani. Mr. Sheeraz Khan. Mr. Sardar Hussain Babak.

جناب سردار حسین: سپیکر صاحب! میں ایک ہزار روپے کی کٹ موشن پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees one thousand only. Ji, Zia-ur-Rehman Sahib.

میاں ضیاءالرحمان: میں اپنی کٹوتی کی تحریک واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی جی، سردار حسین صاحب!

جناب سردار حسین: سپیکر صاحب! یہ ہوم اور قبائلی امور کے حوالے سے اگر منسٹر صاحب یہ فرمادیں گے کہ یہ ضمنی بجٹ، اتنی بڑی اماؤنٹ یہ کہاں پہ خرچ ہوئی ہے اور کونسی ایسی ضرورت پڑی ہے؟ دوسری سپیکر صاحب! چونکہ قبائلی امور کے حوالے سے بات ہے، میرے خیال میں قبائلی علاقہ جات کا صوبے میں ضم

ہونے کا ایک سلسلہ چل پڑا ہے، مرکزی حکومت میں بھی اسی سلسلے میں سمجھ نہیں آرہی جو نوٹیفیکیشن کیا ہے یا جو ارادہ کیا ہوا ہے، وہ بھی لگ ایسا رہا ہے کہ اس میں سنجیدگی نہیں ہے۔ سپیکر صاحب! ظاہر ہے فاٹا کو صوبے میں ضم ہونے پہ بعض ہماری مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے تحفظات بھی ہیں اور یہ جمہوریت ہے، ان کا اپنا ایک مؤقف ہے لیکن جو ہم دیکھ رہے ہیں، عوامی نیشنل پارٹی، پاکستان تحریک انصاف، پیپلز پارٹی، مسلم لیگ، پیپلز پارٹی، قومی وطن پارٹی، جماعت اسلامی تمام مذہبی اور سیاسی جماعتیں جو ہیں وہ اسی بات پر متفق ہیں کہ فاٹا کو اسی صوبے میں ضم ہونا چاہیئے اور ہم بھی سارے یہی سمجھ رہے ہیں کہ فاٹا کو ضم ہونا چاہیئے اور 2018 کے الیکشن سے پہلے اسی صوبائی اسمبلی میں فاٹا کو نمائندگی ملنی چاہیئے، مرکزی حکومت مصلحت کا بھی شکار ہے اور جو نوٹیفکیشن انہوں نے کیا ہے، عجیب منطق یہ ہے کہ وہ دکھا تو یہی رہے ہیں کہ فاٹا صوبے کا حصہ ہو گا لیکن اختیار وزیر اعلیٰ کے پاس نہیں ہو گا، اختیار جو ہے وہ گورنر کے پاس ہو گا، اس منطق کی ہمیں سمجھ نہیں آرہی۔ لگ ایسا رہا ہے کہ مرکزی حکومت کی کوشش بھی ہے اور مرکزی حکومت کی خواہش بھی ہے کہ اگر 2018 میں فاٹا صوبے کا حصہ بنے گا تو ایک پولیٹیکل سکورنگ کے طور پر وہ استعمال کر سکیں اور جو فنڈ ہے، وہ گورنر کے ہاتھوں استعمال ہو تا کہ ان کو الیکشن میں وہاں پر فائدہ ہو۔ سپیکر صاحب! وزیر اعلیٰ صاحب یہاں پر بیٹھے ہیں، ابھی تو بجٹ کا اجلاس تھا، رمضان المبارک کا مہینہ بھی ہے، میری تو یہی ریکویسٹ ہو گی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ فرمان خان! میرے خیال میں آپ اس کو Respond کریں گے، آپ تھوڑا توجہ دے دیں، ابھی بیٹھ جائیں۔

جناب سردار حسین: میری تو یہی ریکویسٹ ہو گی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: (جناب شاہ فرمان سے) ابھی بیٹھ جائیں لیکن اس کو توجہ کر لیں تا کہ Respond کر سکیں۔

جناب سردار حسین: میری تو یہی ریکویسٹ ہو گی کہ جو فاٹا کے عمائدین ہیں، جو وہاں کے مشران ہیں، جو مذہبی و سیاسی جماعتیں ہیں، جن کا مؤقف یہ ہے کہ فاٹا کو صوبے کا حصہ ہونا چاہیئے، وہ تو اپنی تحریکیں چلا رہے ہیں لیکن ہمیں صوبے کے طور پر، صوبے کے طور پر عید کے بعد اس تحریک کو شروع کرنا چاہیئے تا کہ

جو لوگ مصلحت کا شکار ہیں، وہ لوگ جو نہیں چاہتے کہ 70 سال کے بعد بھی فاٹا کے غیور عوام جو ہیں، وہ پاکستان کے آئینی حقوق سے محروم ہیں، وہ پاکستان کے جو بنیادی حقوق ہیں ان سے بھی محروم ہیں، وہ مزید قبائلی عمائدین اور قبائلی ہمارے بہن بھائیوں کو ان حقوق سے محروم رکھنا چاہتے ہیں۔ میرے خیال میں ان کے خلاف تحریک شروع کرنی چاہیئے، ان کو Convince بھی کرنا چاہیئے جو لوگ اس کے مخالف ہیں تا کہ وہ آئیں اس تحریک کا حصہ بنیں اور فاٹا جلد از جلد اسی صوبے کا حصہ بن جائے، اسی صوبے میں فاٹا کو اپنی نمائندگی مل جائے، فاٹا میں ترقی کا ایک دور شروع ہو جائے۔ فاٹا کے عوام کو وہ آئینی، انسانی اور جو یہاں پر ہمارے جتنے بھی بنیادی حقوق ہیں، وہ ان کو ملیں تو میرے خیال میں میری یہی خواہش ہے اور یہ رائے ہے کہ اس پر پیشرفت کرلیں۔

<u>جناب سپیکر</u>: جی، شاہ فرمان خان! شاہ فرمان خان۔

<u>جناب شاہ فرمان (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)</u>: شکریہ جناب سپیکر، بابک صاحب نے بڑی صحیح بات کی ہے، ایک چیز کہ فاٹا خیبر پختونخوا کا حصہ بنے، اس پر فاٹا کے عوام بھی متفق ہیں، آل پارٹیز جو فاٹا کے اندر نمائندگی کر رہے ہیں، خیبر پختونخوا کے عوام بھی متفق ہیں۔ دوسری بات یہ کہ فاٹا کے عوام کو، قبائلی عوام کو بنیادی انسانی حقوق ملیں، اس کے اوپر فاٹا کے عوام بھی متفق ہیں، اس کے اوپر خیبر پختونخوا کے عوام بھی متفق ہیں لیکن جناب سپیکر! آئین کے مطابق جب بھی فاٹا خیبر پختونخوا کا حصہ بنے گا تو اس کے اوپر خیبر پختونخوا کا قانون لاگو ہوگا۔ جو ایشو ہے، وہ یہ ہے کہ فاٹا کو ضم نہیں کیا جا رہا، فاٹا کو ایف سی آر سے چھٹکارا نہیں مل رہا، الٹا جو Proposal ہے جو Proposed suggestions ہیں، اس کے مطابق فاٹا ریفارمز کے ذریعے خیبر پختونخوا کی آزادی کو سلب کیا جا رہا ہے اور وہ کس طرح؟ کہ 23 ایم پی ایز فاٹا کے اس ہاؤس میں بیٹھیں گے، فیڈرل گورنمنٹ کی کارستانیاں سنو، 23 ایم پی ایز فاٹا کے اس ہاؤس میں بیٹھیں گے، وہ فاٹا کیلئے قانون سازی نہیں کر سکیں گے، وہ Money Bill کے اوپر بات نہیں کر سکیں گے فاٹا کیلئے، فنانشل پلان نہیں دے سکیں گے، ان کا ایک ہی کام ہوگا، وہ کام ہے وزیر اعلیٰ کیلئے ووٹ ڈالنا، یعنی فاٹا کی نمائندگی ہوگی لیکن فاٹا کی فنانشل ایشوز، ایڈمنسٹریٹیو ایشوز، پولیٹیکل ایشوز کی نمائندگی نہیں ہوگی، مطلب کیا ہے کہ ایک گورنر، ایک 22 گریڈ کا آفیسر، ایک Non representative committee وہ فنڈز استعمال کرے گی، فاٹا

کے اندر وہ Incentives دے گی، ادھر اپنی مرضی کے مطابق لوگوں کو Elect کیا جائے گا اور وہ آ کر ادھر بیٹھیں گے اور وہ اپنی مرضی کا چیف منسٹر منتخب کریں گے تو فاٹا کو تو قانوناً وہ چیز مل نہیں رہی جو فاٹا کے عوام کا حق ہے اور جو سب اس کے اوپر متفق ہیں، اس ریفارم سے فاٹا کو تو کیا کہ خیبر پختونخوا کو اس کی آزادی کو Independent Provincial Autonomy جو Under 18^{th} amendment ملی ہے بابک صاحب! وہ بھی وہ کوشش کر رہے ہیں کہ سلب کریں، تو میں سمجھتا ہوں کہ آئین اور قانون کے مطابق پراونشل اٹانومی کی سپرٹ کے مطابق Fundamental Rights کے مطابق، آئین پاکستان کے مطابق اگر فاٹا سے لوگ منتخب ہوں گے، اس اسمبلی میں آئیں گے تو ان کے اوپر خیبر پختونخوا کا قانون لاگو ہو گا، وہ خیبر پختونخوا کا حصہ ہو گا، چیف منسٹر چیف ایگزیکٹیو ہوں گے اور یہی قانون ہے اور یہی سپرٹ آف دی لاء ہے، تو میں سمجھتا ہوں کہ جب بھی یہ ہو، جس طریقے سے بھی یہ ہو، چونکہ دونوں طرف کے لوگ اس کے اوپر متفق ہیں، اس کا مقصد یہ ہے اور بالکل میں متفق ہوں بابک صاحب کے ساتھ کہ چونکہ Federal government is not party، ان کے اوپر، ان کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑ رہا، لہذا وہ آئین اور قانون کے مطابق دونوں Regions کو Treat کریں، وہ اس صوبے کے حقوق کو سلب نہ کریں بلکہ فاٹا کے عوام کو ایف سی آر سے اور Fundamental Rights پہنچائیں۔ شکریہ جناب سپیکر۔

(تالیاں)

Mr. Speaker: Cut motions withdrawn. Since all the cut motions on Demand No. 08 have been withdrawn, therefore, the question before the House is that Demand No. 08 maybe granted? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Demand is granted. Demand No. 09, honorable Adviser for Prisons. Ji, Malik Qasim!

ملک قاسم خان خٹک (مشیر جیلخانہ جات): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ On behalf of Chief Minister, Khyber Pakhtunkhwa تحریک پیش کرتا ہوں کہ صوبائی حکومت کو ایک ایسی رقم جو مبلغ 100 روپے سے متجاوز نہ ہو، ان اخراجات کے ادا کرنے کیلئے دے دی جائے جو کہ 30 جون 2017 کو ختم ہونے والے سال کے دوران محکمہ جیلخانہ جات کے سلسلے میں برداشت کرنا ہوں گے۔

<u>Mr. Speaker:</u> The motion before the House is that a sum not exceeding rupees one hundred only, may be granted to the Provincial Government to defray the charges that will come in course of payment for the year ending 30th June, 2017, in respect of Prisons. Cut motions, Ji, Mian Zia-ur-Rehman Sahib!

<u>میاں ضیاءالرحمان:</u> سپیکر صاحب! میں دس روپے کی کٹوتی کی تحریک پیش کرتا ہوں جی۔

<u>Mr. Speaker:</u> The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees ten only. Sardar Aurangzeb Nalotha. Syed Jafar Shah. Malik Fakhr-e-Azam.

<u>جناب فخر اعظم وزیر:</u> جناب سپیکر صاحب! میں دو روپے کی کٹ موشن پیش کرتا ہوں۔

<u>Mr. Speaker:</u> The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees two only. Ji, Sardar Hussain Babak.

<u>جناب سردار حسین:</u> مهربانی سپیکر صاحب! زه د پینځو روپو کټ موشن پیش کومه۔

<u>Mr. Speaker:</u> The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees five only. Ji, Mian Zia-ur-Rehman Sahib.

<u>میاں ضیاءالرحمان:</u> سپیکر صاحب! تقریباً کوئی دو سال یا ڈیڑھ سال قبل محکمہ جیلخانہ جات میں کوئی بھرتیاں ہوئی تھیں جس میں منسٹر صاحب جو ہمارے بڑے بھی ہیں، بزرگ ہیں اور معزز ہیں، میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ آپ کے جو ہیں دو آدمی میں بھرتی کروں گا لیکن اس وقت نہیں ہو سکے تھے اور انہوں نے اس کے بعد دوبارہ میرے ساتھ وعدہ کیا تھا جی، تو ابھی تو آخری سال ہے جی میں انہیں کہتا ہوں جی۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> کچھ باتیں فلور پر کہنے کی نہیں ہوتیں۔

<u>میاں ضیاءالرحمان:</u> وہ اپنا وعدہ پورا کر دیں جی، ہمارے بزرگ ہیں جی، میں کٹ موشن واپس لیتا ہوں۔

<u>جناب سپیکر:</u> جی جی، ماشاءاللہ، ماشاءاللہ۔

<u>جناب فخر اعظم وزیر:</u> جناب سپیکر صاحب! میں اپنی کٹ موشن واپس لیتا ہوں۔

<u>جناب سپیکر:</u> جی سردار حسین بابک صاحب۔

<u>جناب سردار حسین:</u> شکریه سپیکر صاحب! زه ئې هم واپس اخلمه خو ما وئیل چې که منسټر دومره اووائی چې په دې څلور کالو کښې په جیلونو کښې څه بنه والے راغلے یا چرته دې نوی حکومت جیل چرته نوے جوړ کړے دے، غټ جیل ئې چرته

جوړ کړے دے یا څه داسې شوی دی چې اوس بیا به مونږه الیکشن ته ځو چې منسټر صاحب به خلقو ته څه وائی چې زه د جیلخانه جاتو پینځه کاله منسټر وومه چې مونږه په دې جیلونو کښې لکه څه کړی دی چې لکه هغه مونږ ته اووائی۔

جناب سپیکر: جی ملک قاسم صاحب! یہ اچھی بات ہے، ہمیں بھی پتہ چلے کہ کیا ریفارمز ہوئی ہیں؟ ملک قاسم!

ملک قاسم خان خٹک (مشیر جیلخانہ جات): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِیمِ۔ زه ډیر مشکور یم د آنریبل ممبرز ډیر زبردست چې کومه دوئ نشاندهی اوکړه، زه په مردان کښې یو لوئې، بنائسته عظیم الشان جیل مونږ جوړ کړے دے، مونږه انفارمیشن سسټم د قیدیانو د پاره ټهیک کړے دے، زمونږه روټئ د فائیو سټار هوټل برابره ده چې هر ځائې کښې چې جیل دے اصلاحات (تالیاں) او نوی جیلونه مونږه ځائې په ځائې کښې، هنګو کښې، ستاسو په صوابئ کښې په هر ځائې کښې کار لګیا دے، په ډی آئی خان کښې او هر ځائې کښې چې کوم دے مونږه ترقئ طرف ته رواں دواں یو او ان شاء اللّٰه العزیز خدائے مو د جیلونو ته نه راولی، زما به عظیم الشان میلمانه وی جی (قہقہے) او زه به ستاسو همیشه همیشه خیال ساتم۔ مونږه چې جیل کښې څه کړی دی دا ریکارډ دے۔ زه معزز ممبران اسمبلی ته ریکویسټ کوم چې راشئ چې زه ټول بوځمه چې دوئ ته پته اولګی چې نن په جیل کښې څومره اصلاحات شوی دی او څومره پکښې روان دی، دعوت ورکومه جی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ اچھی بات ہے کہ اس میں کوئی، ملک قاسم صاحب! میرے خیال میں آپ ایک ورکنگ گروپ بنائیں پروفیشنلز کا کہ وہ آپ کو Proper جس طرح دیگر ڈیپارٹمنٹ میں ہوا ہے کہ مطلب کیسی ریفارمز ہو سکتی ہیں جیلز کی؟ تو میری ریکویسٹ ہو گی کہ آپ ایک ورکنگ گروپ Proper بنالیں تاکہ اس پر کچھ کام ہو سکے۔

مشیر جیلخانہ جات: سر جی، آپ کا بہت بہت شکریہ، ورکنگ گروپس Already بنے تھے، اس کی Recommendations آئی ہیں، اس کی Implementation چاہیئے کہ اس ورکنگ گروپ پر Implementation ہو جائے۔

جناب سپیکر: آپ اس کو اسمبلی میں لیکر آئیں نا، وہ ہمیں دکھائیں، اس کو قانون کی شکل میں لیکر آئیں۔

مشیر جیلخانہ جات: Already جی میں ہوم ڈیپارٹمنٹ کو بھیج چکا ہوں اور سی ایم صاحب کو میں ریکویسٹ بھی بھیج چکا ہوں جو ہمارے ورکنگ گروپ کی Recommendations تھیں جس طرح پہلے بنائے گئے تھے ان شاءاللہ العزیز اللہ کے فضل و کرم سے آپ دیکھیں گے کہ اس پر عمل کرا کر ٹھیک ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: سیکرٹری صاحب! آپ یہ ہوم ڈیپارٹمنٹ سے ان کی جو Recommendations ہیں وہ منگوائیں، وہ ہم چیک کرتے ہیں کہ آپ نے کیا Recommendations دی ہیں۔

مشیر جیلخانہ جات: شکریہ جی۔

Mr. Speaker: Since all the cut motions are-----

جناب سردار حسین: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی جی۔

جناب جعفر شاہ: سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: یہ جعفر شاہ صاحب کو بھی موقع دے دیں، سردار حسین صاحب!

جناب سردار حسین: بنه، زه واپس اخلم، زه واپس اخلمه او منسټر صاحب ډیر ښکلے تقریر اوکړو او ما وئیل چې دوئ به د مردان په شان چرته یو جیل بل جوړ کړے وی کنه او په مردان جیل باندې دوئ خپل بورډ لګولے دے نو هغه بورډ ترینه لرې کړه، هغه جیل خو د اے این پی وخت کښې جوړ شوے دے نو هغه بورډ به ترینه لرې کړې او زه کټ موشن واپس اخلم که خیر وی۔

جناب سپیکر: جی جعفرشاه صاحب، جعفر شاه صاحب، دا مه کوه دا مه کوه۔

جناب جعفر شاہ: Mr. Speaker! I am sorry, I am a bit late خو دا ده چې زه د منسټر صاحب توجه غواړمه جی، یو خو د سوات جیل ځلورم کال دے او منسټر صاحب وائی چې جوړیږی جوړیږی، هغه جوړ نشو او یو زما دا دغه دے چې منسټر صاحب ډیر Interested دے په دې جیلونو کښې، خدائے د خیر کړی ورته۔

جناب سپیکر: ملک قاسم صاحب! وائی د سوات د جیل دلچسپی واخله۔

مشیر جیلخانہ جات: شکریه، ډیره مهربانی جی، په سوات جیل کښې چې کومه مونږه دلچسپی اخستې ده چیرمیئن ډیډک فضل حکیم خان به تاسو ته وضاحت اوکړی چې مونږه څومره پورې هغه ځائې کښې مخکښې روان یو۔

جناب سپیکر: جی جی، چیئرمین صاحب، چیئرمین فضل حکیم صاحب!

جناب فضل حکیم: اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیمِ۔ ډیره شکریه سپیکر صاحب۔ اصل کښې سوات چونکه زمونږه په جمع علاقه ده او جعفر شاه بنه کوئسچن، سوال اوکړو، مونږه په تیر شوی اے ډی پی سکیم کښې پندره کروړ سوات جیل ته اچولې شوې وې نو هغه چې مونږه Estimate جوړ کړو نو په پندره کروړ روپئ نه جوړیدو، ما سی ایم صاحب ته ریکویسټ اوکړو، سی ایم صاحب په هغې باندې هغه میټنګ رااوغوښتو، ټول ډیټیلز ئې کیښودل خو شارټ خبر دا ده هغه پیسې مونږ ته اکهتر ساړهې اکتهر کروړ روپو ته اورسولې او ان شاء اللّٰه ټینډر ئې شوے دے، د اختر نه بعد به ان شاء اللّٰه مونږه د هغې سنګ بنیاد ایږدو او جیل به ان شاء اللّٰه د اختر نه بعد شروع کوؤ۔

Mr. Speaker: Since all the cut motions on Demand No. 09 have been withdrawn, therefore, the question before the House is that Demand No. 09 may be granted? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The Motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Demand is granted. Demand No. 10.

میں اس طرح کرتا ہوں کہ یہ باقی دس کو تھوڑا تیز ہو کر لے کر جائیں اور بیس کے بعد ہم آپ کو سپیچز کا موقع دے دیں گے۔ ڈیمانڈ نمبر 10، آنریبل منسٹر فار لاء۔

جناب امتیاز شاہد (وزیر قانون): جناب سپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ صوبائی حکومت کو ایک ایسی رقم جو مبلغ 2 ارب 92 کروڑ 28 لاکھ 97 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو، ان اخراجات کے ادا کرنے کیلئے دے دی جائے جو کہ 30 جون 2017 کو ختم ہونے سال کے دوران پولیس کے سلسلے میں برداشت کرنا ہوں گے۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that a sum not exceeding rupees 02 billion, 92 crore, 28 lac, 97 thousand only, may be granted to the Provincial Government to defray the charges

that will come in course of payment for the year ending 30th June, 2017, in respect of Police. Demand on cut motions No. 10. Sorry.

روژه ده او دا تهول خیزونه گډوډ یږی، صالح محمد صاحب!

جناب صالح محمد: جناب سپیکر! میں ڈیمانڈ نمبر 10 پہ اٹھائیس لاکھ کی کٹوتی کی تحریک پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees twenty eight lac only. Ji, Zia-ur-Rehman Sahib.

میاں ضیاءالرحمان: سپیکر صاحب! میں صرف دس روپے کی کٹوتی کی تحریک پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: سردار اورنگزیب نلوٹھا، سردار ظہور، (دونوں موجود نہیں ہیں)، راجہ فیصل زمان صاحب۔

راجہ فیصل الزمان: سر! دس روپے کی کٹوتی پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees ten only. Ji, Jafar Shah Sahib. Syed Jafar Sahib.

جناب جعفر شاہ: دس روپے کی کٹوتی کی تحریک پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees ten only. Mr. Fakhr-e-Azam.

جناب فخر اعظم وزیر: جناب سپیکر! میں دو روپے کی کٹوتی کی تحریک پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees two only. Mr. Mehmood Khan, Sheeraz Khan. Sardar Hussain Babak Sahib.

جناب سردار حسین: جناب سپیکر! میں پانچ سو روپے کی کٹ موشن پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees five hundred only. Saleh Muhammad Sahib, please.

جناب صالح محمد: جناب سپیکر! میں پولیس کے حوالے سے بات کرنا چاہ رہا ہوں، خاصکر تھانے میں، میرے حلقے میں تھانہ بفہ جو کہ مانسہرہ ڈسٹرکٹ میں سب سے بڑا شہر، مانسہرہ کے بعد سب سے بڑا شہر بفہ ہے اور اس کا تھانہ زلزلے کے دور میں جو ختم ہو چکا ہے، اس کے بعد آج تک وہ تھانہ دوبارہ نہ بن سکا اور بفہ تھانہ کی جو نفری ہے، اس نے بفہ دوراحہ میں ایک شیلٹر ٹائپ کی ایک جگہ کرایہ پر لی ہے، اس میں بیٹھی ہوئی ہے تو وزیر اعلیٰ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، میری گزارش ہے، میری ان سے درخواست ہے کہ فوری طور پر بفہ کیلئے

ایک تھانے کا، حالانکہ میں نے کئی درخواستیں چار سالوں میں آئی جی پی صاحب سے ملاقاتیں ہوتی رہیں، وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی کہتا رہا لیکن آج تک چار سالوں میں ایک تھانے کی تعمیر یا اس کی اجازت نہ مل سکی تو میری آج درخواست ہے، وزیر اعلیٰ صاحب کی توجہ چاہتا ہوں، وزیر اعلیٰ صاحب، وزیر اعلیٰ توجہ دے دیں۔

جناب سپیکر: جی جی، وہ آپ کو جواب دے دے گا، جی صالح محمد صاحب! آپ بات پوری کریں۔

جناب صالح محمد: تو وزیر اعلیٰ صاحب کی میں ذرا توجہ چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب خصوصی توجہ اس میں لیں کہ ہمارا بفہ تھانہ جو چار سال سے بلکہ کئی عرصے سے 2005 کے بعد پڑا ہوا ہے لیکن چار سال میں بار بار آپ سے بھی درخواست کرتا رہا اور محکمہ سے بھی، تو خصوصی طور پر آج میری وزیر اعلیٰ صاحب سے درخواست ہے کہ وہ اس تھانے کا اعلان کریں کہ فوری طور پر وہاں پہ بفہ کیلئے ایک تھانے کا وہ اعلان کریں۔

جناب سپیکر: کٹ موشن واپس لیتے ہیں؟

جناب صالح محمد: اور کٹ موشن کی تحریک واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی جی، ضیاء الرحمان صاحب۔

میاں ضیاء الرحمان: جناب سپیکر صاحب! میں کٹوتی کی تحریک واپس لیتا ہوں جی۔

جناب سپیکر: جی راجہ فیصل زمان۔

راجہ فیصل زمان: سر! میں صرف جو آنریبل منسٹر صاحب ہیں، ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس محکمے سے تو ویسے بھی ہم دور ہیں اور خود آپ نے دیکھا ہے کہ کئی محکموں کی پرفارمنس آپ کو ادھر آکے پتہ لگا ہے کہ کیا پرفارم کر رہے ہیں؟ اگر پولیس والے قربانیاں دے رہے ہیں تو اس کی بھی ایک رپورٹ تیار ہونی چاہیئے، وہ ہم سب میں تقسیم ہونی چاہیئے کہ ہمیں پتہ لگے کہ ہمارے صوبے میں کتنی قربانیاں دی جا رہی ہیں، کتنا پیسہ کدھر خرچ ہو رہا ہے؟ لہذا یہ ضروری نہیں ہے کہ بجٹ والے دن آپ ادھر سے پاس کرا کے اور ہم سے Approval لے لیں، کم از کم اچھی چیز کو Appreciate کیا جائے لیکن اس پہ اب گورنمنٹ کی مرضی ہے، ہم تو اس میں Politically involved نہیں ہیں لیکن پولیس ایسا محکمہ ہے سر! کہ اس میں کم از کم ہمیں کوئی رپورٹ تو مل جائے، ہم تو ادھر پولیس کا کوئی افسر بھی آپ کے بجٹ میں نہیں دیکھتے، کوئی ایسا بندہ بھی ادھر نہیں دیکھتے جو آپ کے Notes بنا رہا ہو، آپ کی چیز دیکھ رہا ہو لیکن کم از کم سر! ہمیں کچھ

پتہ تو لگے کہ آپ جو پیسہ دے رہے ہیں، جو پیسہ ایکسٹرا جا رہا ہے، اگر لوگوں نے قربانیاں دی ہیں تو ہم اس کو Appreciate بھی کرتے ہیں لیکن اچھی چیز کو Appreciate کرنا چاہیئے، Booklet کی Form میں ہمیں ملنا چاہیئے، میں اپنی کٹ موشن اس پہ واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی سردار حسین بابک صاحب، جعفر شاہ صاحب، سوری جعفر شاہ صاحب۔

جناب سردار حسین: شکریہ سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: اچھا اس کے بعد آپ کو موقع دے دیں گے۔

جناب سردار حسین: منسٹر صاحب اسے نوٹ فرمائیں سپیکر صاحب! Militancy کے دور میں ملاکنڈ ڈویژن میں خصوصاً اور تمام صوبے میں سپیشل پولیس فورس کی بھرتی ہوگئی تھی اور ابھی تک ایڈہاک یا کنٹریکٹ پہ چل رہے ہیں، ان کی ملازمت میں Extension ہو رہی ہے۔ سپیکر صاحب! یہاں یہی ریکویسٹ ہوگی حکومت سے کہ ان لوگوں نے بڑے سخت وقت میں، اس وقت میں جب Regular Policing ان میں سے بعض لوگ وہ تھانے چھوڑ جاتے تھے تھانے، پولیس سٹیشن، پولیس پوسٹس خالی پڑ جاتی تھیں، جو ناکے ہوتے تھے وہ اب خالی پڑ جاتے تھے یعنی یہ وہ لوگ ہیں سپیشل پولیس فورس، ان لوگوں نے انتہائی سخت حالات میں، ان سخت حالات میں جہاں پہ ملاکنڈ ڈویژن میں خصوصاً چوکوں پہ طالبان لوگوں کے گلے کاٹتے تھے، اس وقت ان لوگوں نے ان سروسز کو سنبھالا ہے، بہت بڑی قربانیاں ہیں ان لوگوں کی، لہذا میری ریکویسٹ ہوگی حکومت سے کہ پولیس سپیشل فورس جو ہے ممکن ہو سکے تو ان کو Permanent کیا جائے تو بڑی مہربانی ہوگی۔ سپیکر صاحب! ہمیں معلوم ہے کہ ہمارے صوبے میں اول تو پولیس سٹیشنز کی انتہائی کمی ہے، پولیس سٹیشنز نہ ہونے کے برابر ہیں، ہمارے دور حکومت میں ہم نے ایک سکیم شروع کی تھی کہ ماڈل پولیس سٹیشنز ہم بنا رہے تھے۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی جی۔

جناب سردار حسین: اگر ہو سکے حکومت اسی سکیم کو جاری رکھ سکے یا حکومت ہمیں بتائے کہ ان چار سالوں میں اسی حکومت نے کتنے پولیس سٹیشنز بنائے، کتنی پولیس فورس بنائی؟ ہم دیکھتے ہیں کہ پولیس سٹیشن میں واش رومز نہیں ہوتے ہیں، وہاں پہ کچن نہیں ہوتا، ان کیلئے ریسٹ روم نہیں ہوتا تو میرے خیال میں یہ بھی

ریکویسٹ کرتے ہیں، ساتھ ساتھ پولیس کی Mobility کا ہم دیکھتے ہیں، ان کے پاس Mobility نہیں رہتی، ان کے پی او ایل کا جو سسٹم ہے، ابھی چونکہ پولیس ایکٹ آیا ہے لیکن پھر بھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ Mobility کا بڑا پرابلم رہتا ہے۔ سپیکر صاحب! میں جو پولیس شہداء ہیں، Militancy کے اس دور میں جتنے بھی پولیس شہداء ہیں، ان کے پیکج کے حوالے سے اور ان کے بچوں کی ملازمت کے حوالے جو پالیسی ہے، اگر حکومت اور منسٹر صاحب مناسب سمجھیں، بجٹ اجلاس کے بعد اگر تمام پارلیمانی لیڈرز کو اس پہ ایک بریفنگ دے دیں تاکہ پتہ چلے کہ جو پولیس کے ہمارے شہداء ہیں، ان کے پیکج کی کیا صورتحال ہے، ان کے بچوں اور بچیوں کی ملازمت کی کیا صورتحال ہے تو بڑی مہربانی ہوگی اور آخر میں وزیراعلیٰ صاحب یہاں پہ بیٹھے ہیں، یہاں پہ پی ٹی آئی کے ایک منسٹر تھے، وزیر تھے، ڈاکٹر سورن سنگھ، پی ٹی آئی سے اس کا تعلق تھا، انتہائی نڈر کارکن تھا نڈر، پارٹی سے وفادار، بونیر سے اس کا تعلق تھا، میں خود اعتراف کرتا ہوں خود، میرا تعلق عوامی نیشنل پارٹی سے ہے لیکن ڈاکٹر سورن سنگھ نے مجھے کم از کم Tough time دیا تھا بونیر میں، اس چیز کا میں اعتراف کرتا ہوں لیکن جب وہ قتل ہوا، میں بونیر کی پولیس کو شاباش دیتا ہوں شاباش، خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ دو گھنٹے کے اندر اندر ڈاکٹر سورن سنگھ کے قاتلوں کو پولیس نے گرفتار کیا، پھر یہاں پہ ایک میٹنگ ہوئی، میں بھی اسی اجلاس میں شریک تھا، آئی جی صاحب بیٹھے تھے، میں نے ریکویسٹ کی کہ جن لوگوں نے ڈاکٹر سورن سنگھ کے قاتلوں کو دو گھنٹے کے اندر اندر گرفتار کیا ہے ان کو پروموشن دی جائے، وزیراعلیٰ صاحب یہاں پہ بیٹھے ہیں لیکن وہ متوجہ نہیں ہیں، سپیکر صاحب! یہ انتہائی ضروری ہے، یہاں پہ بہت بڑی خبر رہتی ہے کہ کسی عام شخصیت، ہمارے لئے سارے لوگ اہم ہیں لیکن وہ ایک پولیٹیکل کارکن تھا، ہماری ہمدردی اسی رشتے کی بدولت ہے، اس کا تعلق میری پارٹی سے نہیں تھا لیکن وہ ایک پولیٹیکل کارکن تھا، وفادار کارکن تھا، ایک ایم پی اے تھا، ان کے قاتلوں کو دو گھنٹے کے اندر اندر پولیس نے گرفتار کیا ہے، لہذا میں Remind کرتا ہوں حکومت کو کہ اگر ہوسکے پولیس کا جو ایس ایچ او ہے، جو حوالدار ہے، جو تھانیدار ہے، جو بھی ہے، ان کو پروموشن دے دی جائے تو بڑی مہربانی ہوگی۔

جناب سپیکر: شکریہ، شکریہ شکریہ۔ جی فخر اعظم صاحب، پلیز 'کوئیک' ۔

جناب فخر اعظم وزیر: جناب سپیکر صاحب! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، میں سردار حسین بابک صاحب کی باتوں کی تائید کرتا ہوں اور میری یہ درخواست ہو گی کہ ایک تو پولیس فورس جو کہ پچھلے کئی سالوں سے دہشتگردوں کے خلاف ایک سخت جنگ لڑ رہی ہے، تو سب سے پہلے میری ایک درخواست ہو گی کہ ان کی تنخواہوں میں خاطر خواہ اضافہ کیا جائے اور دوسری بات یہ جناب سپیکر صاحب! کہ پنجاب میں جو پولیس فورس شہید ہوتی ہے تو وہاں پر باقاعدہ ان کو پلاٹ دیا جاتا ہے، باقاعدہ ان کو بنگلے دیئے جاتے ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ Hold کریں، آپ Hold کریں، ایک منٹ یہ لاء منسٹر صاحب بتائیں کہ وہ جو اپ گریڈیشن پولیس کی تھی، اس کا کیا Status ہے؟ میں چاہتا ہوں کہ۔۔۔۔۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی (وزیر معدنیات): جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی جی، میڈم، جی میڈم انیسہ زیب۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی (وزیر معدنیات): تھینک یو مسٹر سپیکر! یہ کابینہ نے وزیر اعلیٰ صاحب کی ہدایت پر ایک کمیٹی بنائی تھی اور جس میں جو ممبرز ہیں، لاء منسٹر صاحب بھی اس میں ممبر تھے اور میں بھی ہوں اور ہمارے ساتھ جو محمود خان صاحب ہیں، شاید وہ ممبر ہیں، ساتھ ہی ان کے ڈی آئی جی اکاؤنٹس ہیں، وہ اس کے سیکرٹری بھی ہیں، تو ہم نے کافی Comparison کیا ہے جو دوسرے صوبوں میں Specially وزیر اعلیٰ صاحب نے جو اناؤنس کیا تھا کہ وہ پنجاب کے پیکج کے مطابق ان کو شہداء کا پیکج لے کر دیا جائے گا، تو اس کو ہم نے سٹڈی کیا ہے اور اس کو تفصیلاً ان کے سامنے ہم نے رکھا ہے، Comparison کیا ہے باقی صوبوں میں اور جو اپنا پیکج ہے، اس کو بھی، تو اب ہم نے Recommendation کر کے وہ Approve کر کے بھجوا دیا ہے۔

جناب سپیکر: کدھر بھجوا دیا ہے؟

وزیر معدنیات: واپس بھجوا دیا ہے فنانس کو، فنانس منسٹر صاحب اس کے ممبر ہیں ہمارے ساتھ۔

جناب سپیکر: اچھا۔

وزیر معدنیات: محمود خان صاحب بھی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اچھا، فنانس منسٹر صاحب بیٹھے ہیں۔

وزیر معدنیات: وہ ارادہ یہ تھا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، میری ایک ریکویسٹ ہو گی کہ اگر آپ نے پراسیس کمپلیٹ کیا ہو اور کل ہمارا اجلاس ہے، ہم چاہتے ہیں کہ کل اجلاس میں اس کو ایڈیشنل ایجنڈا میں لگا دیں۔

وزیر معدنیات: سر! اگر آپ میری پوری بات سن لیں۔

جناب سپیکر: جی جی۔

وزیر معدنیات: ان کا یہ پوائنٹ تھا کہ یہ وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس یہ کیبنٹ میں جائے گی یہ Recommendation کیونکہ یہ کیبنٹ کمیٹی ہے اور پھر کابینہ اس کی باقاعدہ منظوری دے گی تو اس لحاظ سے چونکہ بجٹ کی Documents already تیار تھیں تو فنانس منسٹر اور سیکرٹری کی اس وقت رائے تھی کہ یہ بعد میں بھی جو Budgetary support ہے، وہ اس میں آسکتی ہے یا ایڈیشن ہو سکتی ہے لیکن اس پہ ضروری ہے کہ کابینہ اس کو Consider کرے گی کیونکہ یہ ایک کیبنٹ کمیٹی تھی، ہم نے اپنی سفارشات مرتب کر کے جمع کرادی ہیں، وہ اب کابینہ کے سامنے ہوں گی اور ان شاءاللہ اگر وہ ہو جاتی ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ایک۔۔۔۔۔

وزیر معدنیات: اس میں دو چیزیں ایک شہداء پیکج اور دوسرا جواپ گریڈیشن ہے سکیلز کی Lower side پر، کانسٹیبل، ہیڈ کانسٹیبل، اے ایس آئی ان کی، تو اگر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میں سی ایم صاحب سے ریکویسٹ کروں گا، یہ مجھے بتائیں یہ کل جو کیبنٹ میٹنگ بھی ہے، سی ایم صاحب! آپ کی توجہ چاہیئے، کل کیبنٹ کی میٹنگ آپ نے بلائی ہے جی، کل کیبنٹ کی میٹنگ تو اس میں Kindly پولیس کی جواپ گریڈیشن کا وہ ہے، وہ اس ایجنڈا پہ لائیں۔

وزیر معدنیات: وہ تو ان کا یہ ہے کہ وہاں سے فنانس میں جائے گا، اگر وہ آگئے، نہیں، تو بہر حال جب بھی یہ کیبنٹ کے ایجنڈا پہ آئی تو اس پہ کیبنٹ سے سیر حاصل وہ کر کے پھر فیصلہ کرے گی کہ کیا ہونا ہے۔

جناب سپیکر: جی جی، چیف منسٹر صاحب!

جناب پرویز خٹک (وزیر اعلیٰ): جناب سپیکر! ایسا نہیں ہے یہ ہم نے پورے، میں اپنی سپیچ میں بات کروں گا، ہم کیا کرنے لگے ہیں، اس طرح نہیں ہے کہ جاکے ہم کیبنٹ میں کرلیں گے، یہ نہیں ہوگا اس طرح، ہم نے پیسوں کا اثر دیکھنا ہے، اس پہ خرچے کتنے ہوں گے اور باقی اور اپ گریڈیشنز ہیں اور بہت کچھ ہے جو ہم اکٹھا کر رہے ہیں اور ان شاءاللہ جو لوگ این ٹی ایس پر بھرتی ہوئے ہیں، Different چیزیں ہیں، سب ہم اکٹھا کریں کہ اس کے پیسوں کا Effect کتنا ہوگا، اس کے مطابق ان شاءاللہ تعالیٰ سارے صوبے کیلئے پورا پیکج دیں گے۔ اس میں اکیلا پولیس اور یہ نہیں ہوگا، ہم سارے صوبے کو دیں گے۔

جناب سپیکر: جی جی، فخر اعظم صاحب!

جناب فخر اعظم وزیر: جناب سپیکر صاحب! زما صرف درخواست دے سی ایم صاحب ته چې پنجاب کښې کوم پیکج ورکړے کیږی شهداء له، Same package د دلته کښې ورکړی۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! پلیز۔

جناب امتیاز شاہد (وزیر قانون): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر صاحب! میں آج اس موضوع پر چونکہ بابک صاحب نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے، دہشتگردی کے لحاظ سے جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں جی کہ خیبر پختونخوا، ہمارا یہ صوبہ فرنٹ لائن صوبہ ہے اور جب سے یہ حکومت قائم ہوئی 2013 میں، ہمارے اس صوبے میں امن وامان کی حالت بہت زیادہ خراب تھی اور آئے روز دھماکے ہوتے تھے، معصوم لوگوں کی جانیں وہ نذرانہ کر چکے ہیں، ہماری پولیس کا بھی اس میں بڑا Vital role ہے، انہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر یہاں پر الحمدللہ آج پچھلے سالوں کی نسبت کافی حد تک بہتری آچکی ہے اور اس کی بنیادی وجہ ایک اور یہ بھی ہے کہ ہمارے چیف منسٹر صاحب نے، میں کہتا ہوں کہ یہ بھی پہلے چیف منسٹر ہیں کہ اپنے اختیارات ختم کر کے یہ پولیس کو دیئے اور یہ ایک تاریخ ہے، میں کہتا ہوں کہ کوئی منسٹر، کوئی ایم پی اے Even چیف منسٹر خود بھی پولیس ڈیپارٹمنٹ میں ایک کانسٹیبل کو نہ تو بھرتی کر سکتے ہیں اور نہ اس کی ٹرانسفر کر سکتے ہیں، یہی وجہ ہے الحمدللہ کہ آج ہمارے پاکستان میں ہماری خیبر پختونخوا کی پولیس پاکستان میں نمبر ون پولیس بن چکی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ہم نے تھانہ کلچر کو ختم کیا، ہم نے پولیس میں سیاسی Interference ختم کی، میں کہتا ہوں کہ ہزاروں لوگ پولیس میں بھرتی ہو چکے ہیں این ٹی ایس کے

ذریعے اور میں اس فلور پر حلفاً کہتا ہوں کہ آج تک ہم نے ایک پولیس آفیسر کو، ایک پولیس کانسٹیبل کو بھی بھرتی نہیں کیا اور نہ ہم اس کو ٹرانسفر کر سکتے ہیں۔ تو یہی وجہ ہے کہ آج الحمدللہ ہماری خیبر پختونخوا کی پولیس کافی ترقی کی طرف جا رہی ہے اور کافی بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ بابک صاحب نے اپنی سپیچ میں ملاکنڈ ڈویژن کی سپیشل فورس کی بات کی ہے پورے صوبے میں، تو چیف منسٹر صاحب کے ساتھ Already ڈسکس ہو چکا ہے، ان شاءاللہ اس پر وہ تفصیلاً اپنی سپیچ میں بات کریں گے۔ اس کے علاوہ میں ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ اس سال ان شاءاللہ ہر تحصیل لیول پر کم از کم، کم از کم ایک ماڈل پولیس سٹیشن کیلئے ہم نے رقم مختص کی ہوئی ہے اور کوشش ہے کہ ان شاءاللہ وہ بھی تعمیر کریں۔ اسی طرح ہمارے مانسہرہ کے بھائی نے بات کی ہے، اس حوالے سے بھی ان شاءاللہ کوشش کریں گے، پہلے تو یہ ان پچاس ماڈل پولیس سٹیشن میں اس کا نام ہو گا اور اگر نہیں بھی ہو گا تو ان شاءاللہ ہم ضرور اس پر عمل کریں گے اور کوشش ہماری یہی ہو گی کہ اس کو ہم بہتری کی طرف لے جا سکیں، تو آج الحمدللہ امن کی طرف صوبہ جا رہا ہے اور کافی بہتری آچکی ہے پولیس میں تو مجھے امید ہے کہ ان شاءاللہ اور بھی ہماری کوشش ہے، سیاسی مداخلت اور تھانہ کلچر ختم کیا ہے اور اس وجہ سے ان شاءاللہ ہماری پولیس کی کارکردگی مزید بہتر ہو گی۔ شکریہ جی۔

جناب سپیکر: باقی ہم ایجنڈا جو ہے نا یہ کل لے لیں گے اور ابھی یہ چیف منسٹر صاحب بھی خطاب کریں گے، اچھا، Sorry, all the cut motions are withdrawn-----

محترمہ معراج ہمایون خان: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: وہ آپ کو اس کے بعد اس کا موقع دیتے ہیں میڈم!

میاں ضیاءالرحمان: جناب سپیکر! وہ ہائر ایجوکیشن اور دوسرے ڈیپارٹمنٹس کے بارے میں-----

جناب سپیکر: نہیں وہ کل لیں گے، کل کل، کیونکہ ابھی سپیچز ہیں، چیف منسٹر صاحب اور مولانا لطف الرحمان صاحب دونوں تقریر کریں گے تو ٹائم اتنا نہیں ہے ہمارے پاس پھر، اچھا یہ ڈیمانڈ آپ کے سامنے رکھتا ہوں Since all the cut motions on Demand No. 10 have been withdrawn, therefore, the question before the House is that Demand No. 10 maybe granted? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Demand is granted.

محترمہ معراج ہمایون خان: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: میڈم! آپ یہ ایک ریزولیوشن پاس کرانا چاہتی ہیں۔۔۔۔۔

میاں ضیاءالرحمان: جناب سپیکر صاحب! وہ میں نے پہلے بھی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی؟

میاں ضیاءالرحمان: جناب! وہ کٹ موشنز ہیں۔

جناب سپیکر: کل لے لیں گے جی، وہ کل، جی میڈم!

قاعدہ کا معطل کیا جانا

Ms: Meraj Humayun Khan: Thank you, Speaker Sahib. Please rule No. 124 may be suspended under rule 240 to allow me to present a resolution, please.

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that rule 124 may be relaxed under rule 240, to allow the honourable Member to move her resolution? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Ji, Madam!

قرارداد

محترمہ معراج ہمایون خان: ڈیرہ مہربانی جناب سپیکر صاحب۔ یہ جی، معراج ہمایون، عظمیٰ خان، نسیم حیات، یاسمین پیر محمد، بی بی فوزیہ اور نرگس علی، اراکین صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا۔

صوبے میں موجود تمام میڈیکل کالجوں میں مخلوط طرز تعلیم نافذ العمل ہے ماسوائے خیبر گرلز میڈیکل کالج حیات آباد پشاور کے، جہاں صرف خواتین طالبات میڈیکل کے شعبے میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ خیبر گرلز میڈیکل کالج صوبہ کی روایات اور ثقافت کو مد نظر رکھتے ہوئے خواتین کیلئے ایک علیحدہ میڈیکل کالج قائم کیا گیا تا کہ خواتین آزادانہ ماحول میں بھرپور طریقے سے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں اور طبّی شعبے میں اپنا نام پیدا کریں، لہذا یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ اسی نظریہ اور حکمت عملی کو ذہن میں رکھتے ہوئے صوبے کے واحد گرلز میڈیکل کالج میں کسی خاتون پروفیسر کو سربراہ

انچارج لگایا جائے تاکہ خواتین کو طبّی شعبے میں مزید فعال بنایا جائے اور وہ خوش اسلوبی سے اپنے فرائض ادا کر سکیں، تاہم MTI میں اگر اس طرح کی بھرتی کی اجازت نہ ہو تو ترمیم کے ذریعے ایک کی بجائے دو Dean MTI کی اجازت دی جائے تاکہ ایک سیٹ پر خاتون پروفیسر کو بطور Dean مقرر کیا جا سکے۔

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that the resolution, moved by the honourable Member, may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is passed unanimously.

ضمنی بجٹ برائے مالی سال 2016-17 پر عمومی بحث

جناب سپیکر: مولانا لطف الرحمان صاحب! آپ بات کریں گے اور اس کے بعد چیف منسٹر صاحب بات کریں گے۔

مولانا لطف الرحمان (قائد حزب اختلاف): بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ جناب سپیکر۔ ویسے کٹ موشنز اور اس کے بعد بجٹ کے حوالے سے بات کرنا مجھے اس طرح اچھا تو نہیں لگ رہا لیکن ضروری سمجھ رہا ہوں کہ ضمنی بجٹ کے حوالے سے میں مجموعی طور پر اس پر بات کر سکوں اور کچھ چیزیں ایسی بھی تھیں کہ جس کا حکومت کو احساس دلانا اور اس کی نشاندہی کرنا بھی اس میں ضروری تھا۔ جناب سپیکر! ضمنی بجٹ کیوں پیش ہوتا ہے، بنیادی طور پر اور جو حوالہ دیا گیا 145 کے تحت، آئین کی جو شق دی گئی ہے جس کی وجہ سے سپلیمنٹری بجٹ کی جو اجازت دی جاتی ہے، بنیادی طور پر اس میں دو چیزیں ہوتی ہیں کہ یا تو کوئی قدرتی آفات ایسے آتی ہیں کہ جن کیلئے پہلے سے مختص رقم نہیں ہوتی اور ضرورت ہوتی ہے، اس کی وجہ قدرتی آفات ہو سکتی ہیں، کوئی ایسا معاملہ ہو سکتا ہے جس کی وجہ سے حکومت کو مجبوراً وہ پیسے Pay کرنے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ضمنی بجٹ کی اجازت دی گئی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کچھ منصوبے ایسے ہوتے ہیں کہ جن منصوبوں کو اضافی رقم کی ضرورت ہوتی ہے اور حکومت کو مجبوراً اس میں اضافی رقم دینا ہوتی ہے جناب سپیکر! تو اسلئے ضمنی بجٹ پیش کیا جاتا ہے اور وہ ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ واقعتاً اس کی ضرورت تھی اور اس ضمنی بجٹ میں حکومت کیلئے اس کی Approval ضروری تھی لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو بے ضابطگیاں ہیں پلاننگ کی اور جس کی وجہ سے یہ ضمنی بجٹ کا جو اضافہ ہو رہا ہے جناب سپیکر! وہ ٹھیک نہیں

ہے، ضمنی بجٹ جتنا کم پیش کیا جائے تو حکومت کی کارکردگی سامنے آتی ہے کہ واقعتاً ان کی جو منصوبہ بندی ہے، وہ صحیح طریقے میں جو انہوں نے منصوبہ بندی کی ہے، وہ صحیح معنوں میں مکمل کی ہے، اس میں کمی بیشی بہت کم ہے تو یہ حکومت کی کامیابی ہوتی ہے۔ اگر ضمنی بجٹ میں جتنا اضافہ ہوتا جاتا ہے تو یہ حکومت کی منصوبہ بندی کی ناکامی ہوتی ہے، یہ نااہلی ہوتی ہے اس محکمے کی جو منصوبہ بندی بجٹ کے حوالے سے کرتی ہے جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! یہاں میں ایک اور بھی پوائنٹ آؤٹ کروں کہ ہمارا جو فنانس بجٹ بک ہوتا ہے، وہ یہاں پر اسمبلی کے ممبران کو نہیں دیا گیا جس میں اصل حقائق ہوتے ہیں اس بجٹ کے حوالے سے، وہ کسی بھی ممبر کو نہیں ملا، تو اس کا کیا مقصد تھا کہ حقائق تک وہ ممبران پہنچ نہ سکیں، وہ اس پر بات نہ کر سکیں۔ جناب سپیکر! اس وقت جو 47 ارب روپے اور 25 کروڑ روپے یہ جو ضمنی بجٹ پیش کیا گیا ہے منظوری کیلئے، دراصل یہ 47 ارب جس میں 23 ارب ڈیویلپمنٹل بجٹ ہے اور باقی کرنٹ بجٹ کیلئے ہے، تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں سات ارب روپے کا اضافہ ہے مزید اور وہ میں اس چیز میں ثابت کروں گا کہ سات ارب روپے کا اس میں اضافہ ہے جو اس میں Show نہیں کیا گیا، ممبران کے سامنے وہ بات نہیں لائی گئی۔ سپلیمنٹری بجٹ کی جو بک ہے، اس میں آپ اس کی تفصیل دیکھیں، اس کی میں نے یہاں پر وہ صفحات باقاعدہ اس میں Mention کی ہیں کہ ان صفحات سے آپ دیکھیں تو اس میں تقریباً کوئی سات ارب روپے کا اضافہ ہے۔ اس حوالے سے اس میں ایک مثال میں دیتا ہوں کہ روڈ سیکٹر میں 11 ارب 55 کروڑ روپے تھے اور اس وقت 15 ارب روپے سے تجاوز کر کے اس کی منظوری ضمنی بجٹ کے حوالے سے لی جا رہی ہے جناب سپیکر! تو یہاں بھی ہم حکومت اور ان کے جو ڈیپارٹمنٹس ہیں، وہ ممبران کو کس انداز میں دھوکہ دے رہے ہیں کہ خسارے کا بجٹ متوازن بنانے کیلئے اس وقت تو اخراجات کو کم رکھا جاتا ہے تاکہ ہم اس کو متوازن پیش کر سکیں اور اگر وہ اخراجات کو اضافی پیش کریں گے تو ظاہر ہے پھر وہ خسارے کا بجٹ ہو گا، اس کیلئے پیسے جو ہیں وہ مزید آپ کو لینے ہوں گے، کہاں سے لینے ہوں گے؟ تو وہ یہ حکومت کو دکھانا جو ہے تو وہ مشکل ہو جاتا ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ اس وقت 15 ارب سے متجاوز جو اس ضمنی بجٹ میں روڈ سیکٹر کیلئے جو منظوری لی جا رہی ہے تو ہم نے تو پہلے گزارش کی ہے کہ یہ خسارے کا بجٹ ہے، آپ کو ماننا چاہیئے، فلور آف دی ہاؤس کہنا چاہیئے کہ ہم خسارے میں ہیں اور ہم نے یہ سارا خسارہ کہاں اور کہاں سے پورا کرنا ہے؟ میں

نے آپ کی پچھلی بجٹ تقریر میں تفصیلاً اس پر بھی بات کی ہے، قرضہ جات پر بھی بات کی ہے، وہ اپنی جگہ پر جناب سپیکر! ہے اور اس میں جو Re-appropriation ہوتی ہے، Re-appropriate کیا جاتا ہے، اگر حکومت اس کو دکھاتی، اس بجٹ کے حوالے وہ تفصیلات دکھادیتی تو پھر پتہ چلتا سارے ممبران کو کہ اس ضمنی بجٹ کا جو 47 ارب بتایا جارہا ہے تو سات ارب روپے کا اس میں اضافہ ہوگا اور میں اس کو پوری ڈیٹیل کے ساتھ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ دوسری بات اس میں جناب سپیکر! یہ ہے کہ عجیب بات ہوتی ہے کہ کچھ پراجیکٹس کو سکریپ کیا جاتا ہے جناب سپیکر! تو اگر آپ نے ان پراجیکٹس کو سکریپ کرنا ہے، آپ بجٹ میں اس کو پاس کرتے ہیں اور اس کی Approval حکومت نہیں دے سکتی یا وہ ڈیپارٹمنٹ Approval نہیں لے سکتا جناب سپیکر! تو پھر اس کو سکریپ کر کے ان کے پیسوں کو Re-appropriate کیا جاتا ہے، اس کی تفصیلات نہیں بتائی جارہیں، اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ صوبے کے کن علاقوں کو محروم رکھا جارہا ہے، اس سے ترقی نہیں ہوگی۔ یہ بجٹ جو ہے آپ عوام کیلئے اس طرح بہتر طریقے سے نہیں بنا سکتے ہو، وہ نقصان کی طرف جاتا ہے اور جو پراجیکٹس آپ سکریپ کرتے ہیں تو ان علاقوں کو نقصانات ہوتے ہیں، ان کا استحصال ہوتا ہے اس پراجیکٹ میں، چاہیئے تو یہ کہ ہم اگر متوازن بجٹ پیش کرنے کی اس میں اگر ہم غلطیاں نہ کریں کہ ہم نے متوازن پیش کرنا ہے تو پھر اگر ہم اس کو Proper طریقے سے، جیسے 26 ارب روپے تقریباً بنتے ہیں روڈ سیکٹر کیلئے، اگر ہم وہی بجٹ میں پیش کرتے تو ضمنی بجٹ میں اس کی ضرورت نہ ہوتی اور یہ پیسے وہ متوازن بجٹ کی بجائے ہم خسارے کے بجٹ کی بات کرتے تو پھر صحیح معنوں میں ہم اس فکر کی طرف جاسکتے تھے اور صحیح معنوں میں ہم اس کی کوئی منصوبہ بندی کر سکتے تھے جناب سپیکر! لیکن ہمیں یہاں یہ زعم ہوتا ہے کہ ہم نے متوازن بجٹ جناب سپیکر! پیش کرنا ہے اور جس کی وجہ سے یہ ساری بات ہوتی ہے۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر ایک چیز اہم ہے اور وہ یہ ہے کہ زراعت کے شعبے میں یا بجلی کے بحران کے حوالے سے حکومت کو معلوم ہے جناب سپیکر! کہ بجلی کا بحران ہے اور ایگریکلچر کے حوالے سے جو ہمیں کرنا چاہیئے تھا کہ اگر سولرائزیشن سے ہم نے نان اے ڈی پی سکیم کرنی ہے اور وہ ضمنی بجٹ میں ہم نے پاس کرنی ہے تو پھر چاہیئے، ویسے تو چاہیئے کہ یہ ترجیحات میں شامل ہوتا کہ ہم زراعت کو آگے بڑھاتے اور اس حوالے سے ایک مکمل سکیم آتی، ایک مکمل پراجیکٹ آتا کہ ہم لوگوں کو سولرائزیشن

سے ٹیوب ویل اور اس حوالے سے ہم لوگوں کو سبسڈی دیتے، ان کو سہولت دیتے تو ہم ایگریکلچر کے حوالے سے ترقی کرتے، ایسا ہم نے کچھ بھی نہیں کیا لیکن نان اے ڈی پی میں ایک سکیم جس کے تقریباً کوئی تین کروڑ روپے اس حوالے سے اور اس پر ہم لے رہے ہیں، دس روپے Token Money کی منظوری لے رہے ہیں اور اس کے پیچھے بجٹ بک میں سپلیمنٹری بجٹ بک میں آپ دیکھیں تو اس میں تین کروڑ روپے ہیں، دس روپے Token Money لیتے ہیں اور اربوں روپے اس کے پیچھے ہوتے ہیں تو جناب سپیکر! میں اس حوالے سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ کل بھی یہاں جو ہمارے شہرام خان نے تقریر کی اور جناب چیف منسٹر صاحب نے بھی بات کی، اس میں انہوں نے کہا کہ ہم نے ڈاکٹروں کی تنخواہوں میں جتنا اضافہ کیا، ہم نے اپ گریڈیشن کی اور مختلف ڈیپارٹمنٹس میں ملازمین کو ہم نے اپ گریڈ کیا، ان کی تنخواہوں میں اضافہ کیا، اچھی بات ہے کہ آپ نے وہ اضافہ کیا، آپ نے تنخواہیں بڑھائیں، آپ نے ڈاکٹرز کو اپ گریڈ کیا تو میں سمجھتا ہوں کہ ٹھیک ہے ایک سائڈ سے تو آپ نے یہ کام کیا لیکن ذرا دوسری سائڈ پر اگر آپ اس کو دیکھیں کہ آپ نے روزگار کے مواقع کتنے پیدا کئے؟ یہ بیلنس آپ نہیں کر سکے اس کو، آپ نے ٹھیک ہے اس سائڈ پر تو آپ نے پیسہ خرچ کیا اور پیسہ دیا کہ آج 395 ارب روپے تک ہم نے سیلری اور نان سیلری میں پیسے دیئے ہیں لیکن دوسری طرف جو روزگار حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے جناب سپیکر! تو اس پر جو کام کرنا چاہیئے تھا، اس پر سرے سے کام نہیں ہوا۔ جہاں پر ہم یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ ہم یوتھ کے حوالے سے یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری پارٹی میں یوتھ ہیں اور نوجوانان ہیں تو اس حوالے سے اگر دیکھا جائے تو آپ کی اپنی پارٹی کے منشور کے حوالے سے بھی اگر آپ دیکھیں تو آپ نے ان کیلئے کیا کیا؟ ان کیلئے کونسے روزگار کے مواقع پیدا کئے کہ ان کو روزگار ملتا؟ اگر بجٹ کے دو پرسنٹ بھی اگر آپ، ایک لاکھ لوگ اس میں بھرتی کر سکتے تھے، اگر آپ دو پرسنٹ بجٹ بھی ان کو دیتے اور تین سال کا اگر آپ اس کو پراجیکٹ دیتے، تین سال تک پڑھے لکھے لوگ میرٹ پر آپ لیتے اور ان میں جو ایجوکیشن، ان کی جو Skills ہوتی ہیں، ان سٹوڈنٹس کی یا جو Educated لوگ ہیں، ان کے پاس جو تجربہ یا جو انہوں نے تعلیم حاصل کی ہے، اگر تین سال وہ محکموں میں کام کرتے تو آگے جاکے وہ کہیں پر بھی نوکری کر سکتے تھے اور تین سال کا تجربہ ان کے پاس ہوتا لیکن ان پانچ سال، آپ کا آخری بجٹ گزر چکا ہے، اس حوالے سے آپ نے اس پر کوئی کام نہیں کیا، اس کو

بیلنس نہیں کیا، دو پرسنٹ بھی نئے روزگار کیلئے آپ نے مواقع پیدا نہیں کئے جناب سپیکر! یہ انتہائی اہم بات تھی۔ اس حوالے سے جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ میں پھر، پرسوں بھی میں نے یہ بات Quote کی کہ تبدیلی کے پیچھے Status quo کے نام سے اس کو چھپانے کی کوشش کی جارہی ہے، Status quo کے نام سے، ہمیں Status quo کا ذمہ دار قرار دیکر آپ اس سے بھاگ نہیں سکتے، آپ نے اس کا جواب دینا ہوگا، آپ نے حکومت کی، آپ پانچ سال تک مکمل کریں گے، آپ نے ان چیزوں کے جوابات دینے ہیں کہ اس حوالے سے آپ کیا تبدیلی لاسکے ہیں جس کا شور آپ مچاتے ہیں؟ اصل حقیقت تبدیلی کا میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ اصل تبدیلی ہے کیا چیز؟ وہ میں پہلے بتا چکا ہوں۔ جناب سپیکر! ہمیں ابھی پھر ایک بات ہوئی، میں یہ سمجھتا ہوں کہ، میگا پراجیکٹ کے حوالے سے بھی بات ہوئی، بڑی اچھی بات ہے کہ ایک موٹروے شروع کیا ہے اور یہ موٹروے بنایا جارہا ہے اور موٹرویز ہم نے دیکھا، ملک میں دیکھا اور ہم اس طرف گئے، موٹرویز بننے چاہئیں، اس سے آپ کا ملک ترقی کرتا ہے، اس میں کوئی شک نہیں، No doubt، یہ ایک سکیم ہے اور یہ مکمل ہوگی تو تمام صوبے کو اس کا فائدہ پہنچے گا لیکن زراعت کا شعبہ جس میں ہمارا صوبہ کمزور ہے جناب سپیکر! اور اس حوالے سے ہمیں چاہیئے تھا، میں پھر دوبارہ اس کا ذکر کرتا ہوں کہ سی پیک کے حوالے سے ہمیں اس کا فائدہ لینا چاہیئے تھا جو ہم نہیں لے سکے کہ ہم زراعت کے شعبے میں ترقی کرتے۔۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: آپ پلیز، آپ 'ان آرڈر' رہیں پلیز۔

قائد حزب اختلاف: اور ہم زراعت کے حوالے سے لفٹ کینال بناتے، لفٹ کینال۔۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: ہاؤس کے آرڈر کا خیال رکھیں، پلیز۔

قائد حزب اختلاف: اس کا پیسہ ہم ان سے لیتے اور اس سے آپ یہ دیکھیں کہ اس میں یہاں تو 30 سال کے بعد ہمیں اس کا Benefit ملے گا، ہمیں وہ قرضہ دیں گے تو وہ واپس کریں گے لیکن وہاں تو اگر آپ اس کا ایک حصہ بھی بنا لیتے تو اس پر اربوں روپے کا آپ کو Return تھا، آبیانے میں جو حکومت کو ملتا اور اگر وہ

مکمل ہو جائے تو میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ 25 سے 30 ارب روپے سالانہ آپ کو آبیانے میں، اس مد میں ملتے جو صوبے کی ترقی کیلئے وہ پیسہ جو ہے آپ اس کو استعمال کر سکتے تھے اپنے صوبے کے بقایا اس کیلئے، تو اس حوالے سے ہم نے اس کا کوئی فائدہ نہیں لیا جناب سپیکر! اور یہاں پر بات ہوئی اس (تالیاں) حوالے سے، فاٹا کے حوالے سے، میں لمبی تقریر نہیں کرنا چاہتا، میں نے اس دن بھی تفصیلاً ہر شعبے کے حوالے سے بھی اور سیاسی ایشوز کے حوالے سے بھی، صوبے کی سیاسی صورتحال کے حوالے سے بھی میں نے تفصیلاً اس دن اس کا ذکر کیا لیکن میں آج پھر اس بات پر آنا چاہتا ہوں کہ ایک چیز کا ہمیں بغور جائزہ لینا ہو گا، اس کا احساس کرنا ہو گا جناب سپیکر! کہ ہم مشکل دور میں گزر رہے ہیں اور ہم نے یہ سی پیک کی جو منظوری ہوئی، اس ملک کیلئے سی پیک جس طرح ہم اس کو کہتے ہیں "قسمت بدل منصوبہ" اور اس سے اس پاکستان کی قسمت بدل جائے گی۔ جناب سپیکر! تو ہم سٹارٹ لے رہے ہیں اور ہم نے ابھی اس منصوبے پر کام شروع کیا ہے، جناب سپیکر! چین کے تعاون سے ہم نے اس ملک کو اقتصادی لحاظ سے، معاشی لحاظ سے ایک مضبوط مقام تک پہنچانا ہے لیکن اس کیلئے ضروری ہے کہ ہم اپنے آگے جو قدم بڑھائیں تو بڑے سوچ سمجھ کر اور ہمیں دیکھنا ہو گا کہ بیرونی طور پر اس پراجیکٹ کے حوالے سے، اس منصوبے کے حوالے سے، پاکستان کی اس ترقی کے حوالے سے بہت سارے لوگ اس کو دیکھ رہے ہیں اور اس کو واچ کر رہے ہیں اور وہ لوگ یہ سوچتے ہیں کہ اس منصوبے کو کس طرح ناکام بنانا ہے؟ اس کیلئے ہمیں یہ سوچنا ہو گا کہ ہم جو آگے پالیسیاں بنائیں، وہ اس انداز میں ہوں کہ ہم آگے اس منصوبے کو کامیابی سے ہمکنار کر سکیں، جو اس ملک کی اہم بنیادی جو ریڑھ کی ہڈی ہے اس کی، اقتصادی اور معاشی لحاظ سے یہ ملک بنے گا، تو اس کیلئے ضرورت ہے کہ ہم سوچ بچار کر کے اور آگے جو پالیسیاں بنائیں، وہ ایسی پالیسی ملک کیلئے بنائیں کہ ہم اس کو آگے لے جا سکیں اور پایہ تکمیل تک لے جا سکیں جناب سپیکر! تو میں اس حوالے سے بات کرتا ہوں، اس میں بڑی آسانی سے بات کر لیتے ہیں کہ فاٹا کو Merge کرنا ہے اور Merge بھی کرنا ہے تو بس ایک دن میں ہم نے Decide کر لیا، تو اسی دن میں فیصلہ ہو جانا چاہیئے۔ میں نے اس دن بھی ذکر کیا کہ 70 سال سے تو آپ نے اس کو Merge نہیں کیا، اب تک تو آپ کو اس کا خیال نہیں آیا لیکن ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم Merge کرنے کے خلاف نہیں ہیں، ہم Merge کرنے میں آپ کے ساتھ ہیں، تمام پارٹیاں اس پر ایک ہیں کہ اس

کو Merge کیا جائے لیکن یہ تو ضروری ہے نا کہ ہم اس کیلئے سوچ بچار کریں، ہمارے ہمسایہ ملک ہیں، ہم نے آگے اسی سی پیک کے حوالے سے افغانستان کے ساتھ بیٹھنا ہے، افغانستان کے ساتھ جو تنازعات ہمارے چل رہے ہیں، ان تنازعات کو ہم نے حل کرنا ہے کیونکہ افغانستان کو بھی اس سی پیک سے فائدہ اٹھانا ہے اور ہم نے بھی سنٹرل ایشیاء کو اس میں شامل کرنا ہے اس سی پیک کے حصے میں تاکہ وہ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکے اور کاروباری لحاظ سے جو فائدہ پاکستان کو ہونا چاہیئے تو ہمیں وہاں تک پہنچنا ہے، ہم نے بھی جانا ہے اور انہوں نے بھی اس راستے سے آنا ہے تو ہم نے ان سے تعلقات ٹھیک کرنے ہیں، خراب نہیں کرنے، اسلئے ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ نے صوبے کو Merge کرنا ہے اور یہ آپشن آپ نے دیا ہے اور فاٹا کے عوام سے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ منظوری لینی ہے، فاٹا کے ایم این ایز کو یہ مینڈیٹ نہیں ملا کہ ان کے مستقبل کا فیصلہ کریں، فاٹا کے عوام کو اس سے آپ ووٹ لیں، رائے لیں یا اس کو آپ ریفرنڈم کے ذریعے سے لیتے ہیں یا آپ اس کو جرگے کے حوالے سے جو تمام پارٹیوں نے ان کے ساتھ اس پر Signs کئے ہوئے ہیں، اس حوالے سے آپ اس جرگے سے رائے لیتے ہیں لیکن وہاں کی جو ملکیت ہے اس سرزمین کی، ان لوگوں کو اس رائے میں شامل کریں تاکہ ہم کل دنیا کو جواب دے سکیں کہ یہ علاقہ اگر Merge ہوا ہے، بہت ساری باتیں ہیں، ڈیورنڈ لائن اور باقی تنازعات کی بات ہے، ویسے تو ہم تقاریر میں، مجالس میں ساری باتیں کرتے ہیں لیکن جب ہم عملی طور پر Steps اٹھائیں گے تو پھر آپ کے سامنے یہ سارے مسائل آئیں گے، اسلئے ہم کہتے ہیں کہ آپ کو رائے لینی چاہیئے اور Merge کریں، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ ریفرنڈم کے ذریعے سے کرتے ہیں یا اس جرگے کے ذریعے سے کرتے ہیں لیکن اتنا ضرور کرلیں، اس میں جلدی کرنے کی ضرورت نہیں ہے، آپ ان سے رائے لے لیں اور ایک دفعہ یہ ریکارڈ پر آجائے اور یہ سٹیمپ اس پر لگ جائے، بے شک آپ اس کو Merge کریں لیکن یہ ہوگا کہ ہم دنیا کو جواب دے سکیں گے کہ ان لوگوں نے خود فیصلہ کیا ہے اس۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

قائد حزب اختلاف: اس صوبے میں شامل ہونے کا، تو یہ چند گزارشات تھیں اور میں یہ کہنا چاہتا تھا اور میرا مقصد یہی تھا کہ دیکھیں آگے ہم نے مزید آگے جانا ہے اور اگلے بجٹ آئیں گے تو ہم آگے بجٹ میں کہاں پر

کھڑے ہوں گے، وہاں ہم صرف تنخواہ دے سکیں گے ڈیویلپمنٹ پروگرام بالکل ختم ہو جائے گا، اگلے چند سالوں میں جو بجٹ آئیں گے تو ہم کہاں پر کھڑے ہوں گے ؟ لہذا ہمیں یہاں سے سوچ بچار کرنا ہے اور یہ جو تبدیلی آ رہی ہے پورے ملک میں سی پیک کے حوالے سے، ہم نے اس کا بھرپور فائدہ اٹھانا ہے اور ہم نے ہمیشہ کہا ہے کہ صوبے کے مفاد کیلئے ہم آپ کے ساتھ ہیں کہ ہم صوبے کو مزید اس حوالے سے پراجیکٹس لا سکیں، ہم اس صوبے کو اپنے پاؤں پر کھڑا کر سکیں، اس کی بنیادی جو ضروریات ہیں اس حوالے سے ہمیں سوچنا چاہیئے، مجھے یہ باتیں کرنا بہت ضروری تھیں کہ یہ احساسات جو ہیں تمام ممبران۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

قائد حزب اختلاف: تک پہنچا سکیں۔ بہت بہت شکریہ، جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: محترم چیف منسٹر صاحب! جناب چیف منسٹر صاحب!

(تالیاں)

جناب پرویز خٹک (وزیر اعلیٰ): (حزب اختلاف کو مخاطب کرتے ہوئے) تا سو هم بجاؤ کړئ کنه یار!

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے اراکین نے تالیاں بجائیں)

جناب وزیر اعلیٰ: خیر ہے آپ بھی بجادیں ناڈیسکیں، کیا فرق پڑتا ہے آپ بھی ڈیسکیں بجائیں۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے اراکین نے تالیاں بجائیں)

جناب وزیر اعلیٰ: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ جناب سپیکر! کافی باتیں ہو چکی ہیں، فنانس منسٹر نے بھی ڈیٹیل میں بجٹ کے بارے میں باتیں کیں، آپ اپوزیشن سے بھی کافی اس پر ڈسکشن ہوئی، تو آج میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اپوزیشن کا، یہاں جو ہماری گورنمنٹ پارٹیز ہیں، ان سب کا کہ آپ لوگوں نے بہت اچھے طریقے سے اس بجٹ کو پاس کیا، نہ کوئی اتنی بڑی تلخ بات ہوئی، یقیناً اعتراضات ہر ایک کو ہوتے ہیں، آپ لوگوں کو بھی اعتراض ہوتے ہیں، کوئی اچھی باتیں ہوتی ہیں، کوئی اچھی نہیں ہوتیں، تو ہم نے جو باتیں سنی ہیں، کئی چیزیں میں نے نوٹ کی ہیں، کوشش میں کروں گا کہ اس کا کوئی حل نکال سکیں۔ تو اگر کوئی ایسی بات کسی کی رہ گئی ہے، میں ہر وقت موجود ہوں، اپوزیشن لیڈرز صاحبان، پارلیمانی لیڈرز صاحبان، جب بھی ایسی کوئی بات ہو آپ پلیز مجھے انفارم کر دیں، ضرور میں Accommodate کروں گا، جناب!

میں پچھلے یہ چار سالوں کا کچھ تھوڑی بہت بات کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے چار سالوں میں ہم نے کیا کیا، کہاں تک پہنچے اور کس طرف ہم جارہے ہیں؟ جیسے آپ سب کو پتہ ہے کہ 2013 میں ہماری حکومت جب آئی تو اس صوبے کے کیا حالات تھے؟ دہشتگردی تھی، بھتہ خوری تھی، Kidnapping تھی اور اغوا برائے تاوان، مطلب ہے ایسا عجیب سا ماحول بن چکا تھا کہ صوبے کو لوگ چھوڑ کر جا رہے تھے، ہمارے Industrialists اس صوبے کو چھوڑ کے جاچکے تھے بہت، اور بہت جارہے تھے کیونکہ حالات ایسے تھے، تو یہ اللہ کا شکر ہے، میں کوئی اس پر اتنی بڑی نہیں کرنا چاہتا لیکن اللہ نے مدد کی۔ میں ہمیشہ کہتا ہوں اگر ارادہ صحیح ہو، نیت صاف ہو تو اللہ بہت مدد کرتا ہے۔ تو آج جو صوبے کی حالات بدلے ہیں، دہشتگردی میں کمی آئی ہے، امن وامان میں بہتری آئی ہے، اغواء میں فرق پڑا ہے، بھتہ خوری کنٹرول ہو چکی ہے تو بہت ساری چیزیں اور اس کی وجوہات اور بہت ہیں، ضرب عضب، ہماری آرمی نے جو قربانیاں دیں، اس کا اثر پڑا، بارڈر کنٹرول کرنے کا اس کا اثر پڑا، ہماری پولیس کی قربانیاں، اس کا بہت اثر پڑا، تو یہ سب مل کر یہ رزلٹ نکلا ہے، یہ نہیں ہے کہ ہم نے اکیلے کچھ کیا ہے، یہ سب نے مل کر اس کا اثر پڑا ہے، اس میں ہماری عوام نے بہت قربانیاں دیں۔ تو میں فخر کرتا ہوں اس صوبے کے لوگوں پر، آرمڈ فورسز پر، پولیس پر، عوام پر کہ وہ اتنے سخت وقت پر کھڑے رہے، حالانکہ اتنا سخت وقت میرے خیال میں امریکہ پر آجائے تو ملک چھوڑ کر بھاگ جائیں گے، تو مجھے فخر ہے اپنے لوگوں پر کہ انہوں نے یہ سختی برداشت کی، اپنی زندگی کیلئے بھی سخت زندگی اور کاروبار بھی تباہ و برباد کیا، تو یہ میں اللہ کا بھی شکر ادا کرتا ہوں اور آپ کو بھی مبارکباد دیتا ہوں کہ اللہ نے خیر کیا اور ہمارا صوبہ اب دوبارہ ترقی کی طرف گامزن ہے اور ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس صوبے کو، اس ماحول کو اسی طرح اچھا رکھے کیونکہ جیسے سی پیک کی باتیں ہوئیں، بہت بڑی انویسمنٹ، بہت بڑا کاروبار اس پاکستان میں آنے لگا ہے تو اگر امن وامان رہے گا، ماحول ٹھیک رہے گا تو یہ پاکستان اور ان شاءاللہ آگے جائے گا، میں سب سے پہلے، اگر ایک ملک کو چلایا جاتا ہے یا جہاں پر بھی آپ کوئی کام شروع کرنا چاہتے ہیں تو اس کیلئے سسٹم ضروری ہے، اگر آپ ایک کاروبار بھی شروع کریں اس کا کوئی سسٹم نہ ہو، کوئی طریقہ کار نہ ہو تو وہ کامیاب نہیں ہو سکتا، میں کسی پر تنقید بھی نہیں کرتا، میں صرف بتانا چاہتا ہوں کہ حالات کیا تھے، اس صوبے میں کسی نے نہیں سوچا کہ سسٹم میں ریفارمز کرنے ہیں، ادارے کو ادارہ بنانا ہے، اداروں کو بااختیار کرنا ہے، ان

میں سے Political interference ختم کرنی ہے، میرٹ پر آگے کام چلانا ہے اور کوشش کرنی ہے کہ وہ ادارے ڈیلیور کریں۔ میں نے اور ہماری حکومت نے پہلے دو سال میں پوری کوشش کی کہ ہم قانون سازی کریں کیونکہ جب قانون ہی نہ ہو، جب ایک سسٹم ہی نہ دیا ہو، آپ نے کوئی ریفارم ہی نہ کیا ہو تو آگے کیسے چلیں گے، کیسے آپ کسی کے ساتھ Agreement کریں گے؟ کیونکہ کسی چیز کیلئے کوئی سسٹم ہی نہیں تھا۔ اگر ہم نے اسمبلی میں دوڈھائی سو قانون سازی کی ہے تو کیوں کی ہے؟ کیونکہ تھی ہی نہیں، اگر ہوتی تو ہمیں کیا ضرورت تھی کہ ہم نئے نئے قانون لائیں، امنڈ منٹس لائیں، ریفارمز لائیں؟ تو ہم نے کوشش کی کہ اداروں میں ہم نے بورڈز بنائے، ہم نے اتھارٹیز بنائیں، ہم نے کمپنیز بنائیں، اب لوگ کہتے ہیں کہ پرائیویٹائزیشن کی طرف جارہے ہیں، یہ پرائیویٹائزیشن نہیں ہے، ساری دنیا اسی طرح چلتی ہے، ہر ادارے میں Different boards ہوتے ہیں، کسی میں کمپنیز ہوتی ہیں، کسی میں اتھارٹیز ہوتی ہیں کیونکہ اگر گورنمنٹ نے سب کچھ چلانا ہے تو میرے خیال میں پھر تو ہم اور کچھ بھی نہ کریں، جاکے دفتروں میں بیٹھ جائیں اور اسی کام پر لگے رہیں، ہم نے سسٹمز بنائے، اگر ایک محکمے میں بورڈ بن جاتا ہے اور وہ بااختیار ہو، اس کے پاس اختیار ہو تو فیصلے جلدی ہو جاتے ہیں۔ جہاں کمپنیز ہوں یا اتھارٹیز ہوں وہاں فیصلے جلدی ہوتے ہیں اور سرکار کے فیصلے میں بہت دیر لگتی ہے تو اسی وجہ سے دنیا ٹرانسفارم ہو چکی ہے۔ جو ملک ترقی کر گیا ہے، اس نے اپنے ادارے، اپنے سسٹمز، اپنی قانون سازی کی ہے اور اداروں کو ادارہ سمجھتے ہوئے ان کو کام کرنے دیا، اسی وجہ سے دنیا ہم سے آگے چلی گئی۔ اب آپ دنیا میں سارے دیکھیں ان کو، صرف ان کو کہیں کہ آپ اپنا نظام ختم کرو، آپ اپنا سسٹم جو ہے نہ چلاؤ اور جس طرح پاکستان ہے، اس کو چلاؤ تو میرے خیال میں امریکہ بھی ہم سے پیچھے چلا جائے گا۔ ہم نے کبھی نہ ہی ادارے کو ٹھیک کیا، ہم نے Political interference کی ہر چیز میں، کیونکہ میں جو بات کروں گا، میرے سامنے تو شیشے کی طرح سب کچھ واضح ہے۔ میں پچھلے کئی سالوں سے کئی حکومتوں میں دیکھتا رہا ہوں کہ کسی نے سوچا بھی نہیں کہ ہم نے کوئی سسٹم ٹھیک کرنا ہے، کسی نے سوچا ہی نہیں کہ ہم نے کوئی ادارہ ٹھیک کرنا ہے، ہم نے Political interference ختم کرنی ہے، ہم نے میرٹ پہ کام کرنا ہے، ہم نے کرپشن کے خلاف جہاد کرنا ہے، کتنا ہم کامیاب ہوئے ہیں؟ یہ تو وقت بتائے گا کیونکہ میں نہیں کہتا ہوں کہ ہم نے سب کچھ ٹھیک کر دیا لیکن ہم نے ایک ٹریک پر چیز ڈالنے

کی کوشش کی، ہر ادارے کو ٹریک پر ڈالنے کی کوشش کی اور آگے ان شاءاللہ تعالیٰ اس کو بہتری کی طرف لے جانا ضروری ہے تو تب جا کر یہ ملک بدل سکتا ہے۔ میں یقین سے کہتا ہوں، میں نے تو، یہ دنیا کو میں دیکھتا ہوں، میں چائنا گیا، وہاں کچھ بھی نہیں، انہوں نے تو اپنی چین ہی بدل دی۔ انہوں نے سسٹم بنا دیا، اس نے ادارے بنا دیئے۔ اب چین میں کہیں کہ یہ Political interference ہے، نہیں ہے، کسی چیز میں بھی نہیں ہے۔ ادارے بااختیار ہیں، اپنا کام کر رہے ہیں اور ترقی کی طرف جا رہے ہیں، ایک ڈیویلپمنٹ ہو رہی ہے اور خوشحالی آ رہی ہے۔ ہم تو یہاں ہر وقت ڈیمانڈ کرتے ہیں لیکن اس ادارے کو ٹھیک کرنے کی طرف نہیں جاتے۔ تو ہم نے جتنی قانون سازی کی، چار سال جتنی محنت کی ہے، وہ اسلئے کی ہے کہ یہ ادارے کام کرنا شروع کریں۔ اب تھوڑا کیا زیادہ کیا، اس کو اور بہتر کرنا ہے، آپ کی تجاویز آنی چاہئیں۔ یہاں تو مجھے، سوچتا ہوں کہ مجھے اچھی اچھی تجاویز آئیں گی، یہاں تو کوئی حلقے سے باہر نکلتا ہی نہیں۔ صوبے کی اور ملک کی تو بات کرتا کوئی نہیں اور صرف ادھر ہی پھنس جاتا ہے کہ بس Locally کیونکہ اگر یہ صوبہ اچھا ہوگا، یہاں کی پرفارمنس اچھی ہو گی، ادارے اچھے کام کریں گے تو ہر حلقے میں اس کا اثر پڑے گا، سارے صوبے میں اس کا اثر پڑے گا۔ تو پلیز میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ کسی ادرے میں، کسی محکمے میں کوئی کسی کے پاس تجویز ہو، کوئی بہتر راستہ ہو جس سے ہم اس سسٹم کو ٹھیک کر سکیں، میں سب کو ویلکم کروں گا۔ اس کے علاوہ اگر ہم قانون سازی کی بات کریں تو ہماری حکومت چونکہ ہم اسلام کے نام پر تو نہیں آئے ہیں، ہم تو نظام بدلنے کیلئے آئے ہیں، ہم تبدیلی کیلئے آئے ہیں، ہم نے وعدہ کیا تھا کہ ہم سسٹم ٹھیک کریں گے، ادارے ٹھیک کریں گے، ڈیلیور کریں گے اور جو کرپشن ہے، اس کے خلاف جہاد کریں گے اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ ہم نے اپنا کام، چار سال سے متواتر اس میں لگے ہوئے ہیں لیکن ہم نے اپنے اسلام اور دین کیلئے کونسی قانون سازی کی؟ سب سے پہلے ہم نے جو سب سے بڑا کام ہے، وہ یہ ہے کہ ہم نے سکولوں میں قرآن کا ناظرہ پہلی کلاس سے پانچویں کلاس تک Compulsory کر دیا۔ (تالیاں) اس کے علاوہ پانچویں سے بارہویں تک قرآن شریف بامعنی پڑھانا Compulsory کر دیا، یہ بہت بڑا کام ہے کیونکہ ہم تو قرآن شریف عربی میں سنتے ہیں لیکن معنی کا پتہ کوئی نہیں، اگر سکول کے بچے قرآن بمعہ ترجمہ سمجھ لیں تو میرے خیال میں اس کے اثرات آئندہ مستقبل میں ہماری پاپولیشن پر ہوں گے۔ (تالیاں) اسی طرح

جہیز ہے جو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ اسلام میں جائز نہیں ہے لیکن پہلے کبھی کسی نے نہیں سوچا کہ اس پر کوئی قانون سازی کی جائے، اس پر بھی یہ قانون سازی ہماری اسمبلی میں آچکی ہے اور ان شاء اللہ جلد اس کو پاس کریں گے کیونکہ یہ جہیز بھی بہت بڑا ناسور ہے۔اسی طرح سود ہے، جو پرائیویٹ سود ہے، آپ سب کو پتہ ہے کہ وہ کتنا اس پر سود لیتے ہیں اور ایک لاکھ روپے کا لے لو تو میرے خیال میں ایک سال میں وہ دس لاکھ بن جاتے ہیں اور لوگ تباہ ہو جاتے ہیں، تو یہ بھی ہمیں آپ جیسے کئی علماء نے ہمیں تجویز دی اور ہم نے اس کو پاس کر دیا کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے دین کے خلاف ہے تو وہ بھی ایک قانون ہم نے پاس کیا۔اسی طرح نصاب تعلیم، جو ہمارے سکولوں میں تعلیم پڑھائی جاتی ہے وہاں پر جو بھی ہمیں کسی نے بتایا، جہاں سے تجویز آئی کہ یہ ہمارے دین کے خلاف ہے، وہ سب کچھ ہم نے اپنے نصاب تعلیم سے نکال دیا، تو ہم نے اگر خالی قانون سازی کی تو ساتھ ساتھ اپنے دین کیلئے بھی بہت کام کیا ہے، یہ بھی اس حکومت کا بہت بڑا کارنامہ ہے اور میں اب بھی کہتا ہوں، میں نے علماء کو بلایا، ان کو ریکویسٹ کی کہ اگر کوئی ہم سے، اس حکومت سے ہمارے دین کیلئے کوئی فائدہ لینا چاہتے ہیں، کوئی کہیں غلطی ہے، کوئی ہم میں کمی ہے، کوئی چیز Amend کرانی ہے، کوئی قانون پاس کرنا ہے، آپ ضرور دیں، ہم اس کو سپورٹ کریں گے، سپورٹ نہیں بلکہ اس کیلئے قانون بنائیں گے، تو میں ابھی بھی انتظار میں ہوں کہ کہیں پر صوبائی حکومت اپنے دین کی خدمت میں کہیں پیچھے رہ گئی ہے تو کوئی تجاویز دے گا تو ہم اس کو سپورٹ بھی کریں گے اور قانون بھی بنائیں گے اور عمل بھی اس پر کرائیں گے۔اس کے علاوہ میں بات کرتا ہوں ایجوکیشن کی، جتنا ظلم، میں کہتا ہوں کہ اتنا ظلم میرے خیال میں وہ انگریزوں نے بھی نہیں کیا، ڈکٹیٹرز نے بھی نہیں کیا، ہم سیاسی لوگوں نے اپنے ملک کی تعلیم کو تباہ و برباد کیا ہے، وہ کیسے کیا کہ ہم نے استادوں پر سیاست کی، کوئی جھٹلا سکتا ہے اس بات کو کہ ہم نے ان استادوں پر سیاست نہیں کی؟ کوئی کھڑے ہو کے کہہ سکتا ہے کہ ہم نے استادوں پر سیاست نہیں کی؟ ہاں ہم نے کی، چونکہ میرے تو سامنے تھا، سارا دن ٹیچر ٹرانسفر کرو، ادھر سے ادھر کرو کیونکہ اس نے مجھے ووٹ دیا ہے۔کسی نے یہ نہیں سوچا کہ وہ غریب کا بچہ جو سکول میں پڑھ رہا ہے اس کو کیا مل رہا ہے، اس کا کیا قصور ہے کہ اس کے بچے کا جو سکول ہے، اس میں ٹیچر نہیں ہے، اس میں اس کو تعلیم نہیں دی جا رہی اور پھر دوسرا ظلم یہ ہے کہ دو کمروں کا سکول، دو ٹیچرز، چھ کلاسز، تو مجھے بتائیں کہ ان غریب لوگوں نے جو سرکاری

سکولوں میں پڑھتے ہیں، ان کا کیا گناہ ہے کہ ان کو ہم نے ٹیچرز نہیں دیئے، ان کے ٹیچرز پہ ہم نے سیاست کی اور جو ریزلٹ ان سکولوں کا ہے، کبھی کسی نے سوچا ہے سکولوں کا کیا ریزلٹ ہے؟ کبھی کسی نے سوال کیا ہے کہ سکولوں کا ریزلٹ کیوں نہیں ٹھیک؟ کیونکہ وہاں پر ٹیچرز نہیں ہوتے تھے۔ ہم ایم پی ایز اور منسٹرز سارا دن اسی چکر میں رہتے ہیں کہ میرا ووٹر ہے، اس کو ادھر کرو، ادھر کرو لیکن غریب جو ہے وہ ووٹر کسی کا نہیں ہے، وہ بھی تو ووٹ دیتا ہے تو وہ کسی نے نہیں کیا۔ آج اللہ کا شکر ہے کہ جب ہم آئے ہیں، تین سال ساڑھے تین سال سے ٹوٹل ٹرانسفرز پر Ban ہے، استاد کو کوئی ٹرانسفر نہیں کر سکتا، ہم نے کوشش کی کہ چالیس پینتالیس بچوں کے اس پر برابر ایک ٹیچر ہم دیں، ہم نے سارے صوبے میں پوری کوشش کی کہ ہم اس کے مطابق سارے سکولوں کو ٹیچرز دیں اور اللہ کا شکر ہے کہ آج ہر طرف ہم نے ٹیچرز مہیا کر دیئے اور جو دو ٹیچرز کا سکول ہوتا تھا، اس کیلئے ہمیں مجبوراً پینتالیس ہزار اور ٹیچرز بھرتی کرنا پڑے ہیں، تقریباً تیس پینتیس ہزار ہم بھرتی کر چکے ہیں (تالیاں) اور دس ہزار اس سال میں ہوں گے تو ہمیں فکر ہے، یہ واحد پارٹی ہے جس کو غم ہے کہ یہ چیزیں ڈیلیور نہیں کر رہیں، اگر یہ ڈیلیور کر رہی ہوتیں، سکولوں میں ٹیچرز ہوتے، فرنیچر پورا ہوتا، کمرے پورے ہوتے تو ہم کوئی پاگل ہیں کہ ہم اور چیزیں نہ بناتے؟ ہمارے پاس تو ایسا ٹوٹا پھوٹا نظام آیا ہے، ٹوٹے ہوئے سکولز، دو نمبر بلڈنگز جس میں فرنیچر کوئی نہیں، Missing facilities کا حساب کرو، اس وقت کوئی میرے خیال میں ہم چالیس ارب روپے Missing facilities پر لگا رہے ہیں، کمرے بنا رہے ہیں، باؤنڈری والز نہیں تھے، پانی نہیں، بجلی نہیں، فرنیچر نہیں، ٹیچرز نہیں، تعلیم کا پتہ ہی کوئی نہیں، ریزلٹ زیرو، اربوں روپے خرچ ہو رہے ہیں تو کیا کسی کو فکر تھی؟ ہمیں فکر تھی، ہم آئے اسلئے کہ ہم نے لوگوں کو ڈیلیور کرنا ہے، اسی وجہ سے ہم نے ٹیچرز پورے کئے، نئی بھرتیاں شروع کیں، Missing facilities میں ہم نے Parent Teachers کو تقریباً چودہ پندرہ ارب روپے تو ہم Parent Teachers کے Through لگا رہے ہیں کیونکہ (مداخلت) اکیس ارب، اکیس ارب ان کے تھرو لگ رہے ہیں، کوئی ٹینڈرز بھی نہیں ہیں، گورنمنٹ بھی نہیں کر رہی، وہ ہم ٹرانسفر کر رہے ہیں کہ سستے کمرے بنیں، سستے ٹائلٹس بنیں، وہاں پر سولرز لگ رہے ہیں تو یہ بہت ضروری ہے، ہمیں تو اپنے بچوں کی فکر ہے کہ سکول میں جاتا ہے کیا کرتا ہے، کسی نے فکر کی کہ غریب کا بچہ کیا کرتا

ہے،اس کا ریزلٹ کیا ہے؟ پھر دوسرا ظلم کہ انگریزوں نے طبقاتی نظام بنایا1947 کے بعد،ان سے پہلے ایک سسٹم دیا کہ جو امیر لوگوں کے بچے ہیں وہ تو امیر ہیں، وہ انگریزی میں پڑھیں گے،ان کی بنیادی تعلیم بہترین ہو گی لیکن یہ جو غریب ہے،اس کو اردو میں پڑھنے دو تا کہ ایک ملک میں دو طبقے بنیں تا کہ امیر اور غریب کا فرق نہ مٹ سکے،ہر حکومت آتی ہے کہ ہم غریب کا، غریب اور امیر میں فرق مٹا دیں گے، تقدیر بدل دیں گے تو کیا کوئی خزانہ کھول کے ہم دے سکتے ہیں؟ خزانہ تو تعلیم کا ہے،ہم اگر اچھی تعلیم نہ دے سکے تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ ہم غریب اور امیر کا فرق مٹا دے، آپ باہر دنیا میں جائیں پھر ڈھونڈیں کہ غریب کون ہے،امیر کون ہے؟ کوئی فرق نہیں پڑتا، تو کیا ان ملکوں نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ وہ سب ٹھیک ہو گیا؟ نہیں،انہوں نے بہترین تعلیم دی چاہے وہ غریب کا بچہ ہے چاہے امیر کا بچہ ہے،سب کو ایک برابر تعلیم دی تا کہ یہ فرق، یہ جو غریب اور امیر کا فرق ہے، یہ یاد رکھیں سارے بیٹھے ہوئے ہیں کہ جب تک ہم کو الٹی تعلیم سب کو نہیں دیں گے کبھی بھی پاکستان میں غریب اور امیر کا فرق نہیں مٹے گا، خزانے نکال دو،سب کچھ دے دو لیکن جب تک Basic جو فرق ہے دونوں میں، وہ نہیں مٹ سکتا کیونکہ ایک بچہ دس سال اردو میں پڑھتا ہے، کالج جا کے وہ انگریزی میں پڑھے گا تو ہمارے بچے تو آگے نکلے ہی نکلے، وہ پیچھے رہیں گے ہی رہیں گے تو ہم نے کیا کیا کہ یہ چوتھا سال شروع ہے کہ ہم نے Basic تعلیم انگریزی کی شروع کر دی سرکاری سکولوں میں، کیوں کیا؟ کیونکہ اس کو مقابلے میں لانا ہے، وہ غریب کے بچوں نے ہمارے بچوں کا مقابلہ کرنا ہے تو یہ بچے جو ابھی چوتھی کلاس میں گئے ہیں، ہم اور کوشش کر رہے ہیں کہ ان کی Basic تعلیم اور بہتر کریں تا کہ یہ جب دسویں کلاس پاس کریں گے تو اس صوبے میں Revolution آئے گا اور یہ امیروں کے مقابلے میں آئیں گے، تو یہ سب چیزیں ہیں جو بنیادی مسئلے ہیں، ہم بنیادی چیزیں چھوڑ کر کسی اور چیزوں میں پڑ جاتے ہیں، صرف اپنے ووٹر کا غم ہوتا ہے، ہمیں فرق ہی نہیں پڑتا کوئی نظام بگڑ رہا ہے، کوئی چیز تباہ ہو رہی ہے، کسی کو غم نہیں ہے کہ سکول میں ٹیچر ہو یا نہ ہو۔ کبھی کسی نے سکول کے ریزلٹ کا پوچھا ہے؟ ہم تو ابھی سکولوں کا پورا ٹیسٹ لے رہے ہیں ٹیچرز کا، پرفارمنس اور ریزلٹ پر ہم بات کر رہے ہیں، آگے ہم قانون لانے لگے ہیں کہ جو سکول ریزلٹ دے گا، جو ٹیچر اچھا ریزلٹ دے گا،اس کی پروموشن ہو گی Otherwise نہیں ہو گی کیونکہ یہ کیا بات ہے کہ سکول کا ریزلٹ بھی زیرو اور جناب ٹیچر صاحب وہ

بیس گریڈ تک پہنچ جائے، تنخواہ ان کی لاکھوں بن جائے، تو یہ پریشانی مجھے ہے، میں ایجوکیشن منسٹر سے ہر وقت ان باتوں پر لگا رہتا ہوں کہ کم سے کم ان بچوں، ان غریب کے بچوں کیلئے ایک صحیح سسٹم چھوڑ کے چلے جاؤ تاکہ کل کم سے کم کچھ بھی نہیں تو دعا تو کوئی دے گا نا، (تالیاں) غریب ہمیں دعا تو دیں گے، بات لمبی ہو جائے گی، آپ کسی امیر کے پاس جائیں، آپ خود اپنے آپ سے پوچھیں، اگر میں آپ سے کسی وقت، تمہارا بیٹا کیا کرے گا، جی ڈاکٹر بنے گا، یہ انجینئر بنے گا، یہ جناب کمشنر بنے گا اور کسی درمیانے یا غریب آدمی سے پوچھو جو اردو میڈیم کا ہے، وہ کہے گا کہ جی یہ کلرک بن جائے گا، سپاہی بن جائے گا، تو کیا وہ پیدائشی گرا ہوا ہے، کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح بنایا ہوا ہے کہ اس کو آگے نہیں جانے دینا؟ تو اگر سمجھتے ہیں کہ میرا بچہ کل بڑا افسر بنے گا تو ہم کیوں نہیں سوچ سکتے ہیں کہ غریب کا بچہ بھی ایک بڑا افسر بن جائے، وہ مقابلے، تو یہ چیزیں آپ نے دماغ میں ڈالنی ہیں کہ آپ پارلیمنٹیرینز ہیں، پھر بھی حکومتوں میں آئیں گے، اسمبلیوں میں آئیں گے تو پلیز اس کو ضرور توجہ دیں کہ یہ ہم ظلم کریں گے، اگر ہم سکولوں میں سیاست کریں گے اور بہترین تعلیم نہیں دے سکیں گے تو ہمارے، ہم نے بہت کوشش کی ہے، اگر کوئی مانے یا نہ مانے اللہ تو دیکھ رہا ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ انسان تو کبھی بھی خوش نہیں ہوتا لیکن فیصلے اللہ تعالیٰ کرتا ہے، ہم نے پوری کوشش کی ہے دیانتداری سے، ایمانداری سے کہ ہم ان بچوں کو بہترین تعلیم دے سکیں۔ اسی طرح ہسپتال، ہیلتھ دیکھیں، آج بھی ہڑتال ہو رہی ہے، پہلے بھی میں نے بڑی ہڑتالیں دیکھیں لیکن اگر ہم اپنے ہسپتالوں کو ٹھیک نہیں کر سکتے تو پھر ہم لوگوں کو ادھر بیٹھنا کوئی مقصد ہی نہیں ہے، اگر ہم سکول نہیں ٹھیک کر سکتے، بلڈنگ بنانا، میں بالکل سخت خلاف ہوں جب تک جو سٹرکچر موجود ہے وہ ٹھیک نہ کریں، چیز موجود ہے وہ ٹھیک نہیں ہے اور آگے بلڈنگ بناتے جاؤ، اپنا فوٹو لگاتے جاؤ، وہ اپنی تختی لگاؤ بڑا کام ہو گیا جی، اس نے ہسپتال بنا دیا، بڑا کام ہو گیا سکول، وہ ڈیلیوری ہے نہیں، اس کا ریزلٹ زیرو ہے، صرف نمبر بنانے کیلئے ہم اپنی سیاست چمکاتے ہیں، وہاں نہیں دیکھتے کہ جو Already موجود ہیں، وہ کیا کر رہے ہیں؟ تو ہسپتالوں کا کیا حال تھا، آپ سب کو پتہ ہے اس میں کوئی جھوٹ ہے نہیں، کوئی ڈاکٹر ہسپتال میں حاضری نہیں دیتا تھا، پچاس پرسنٹ، ہم نے خود، یہ بڑے ہسپتالوں کی میں نے پوری مانیٹرنگ کی، پچاس پرسنٹ ڈاکٹرز غیر حاضر، جو بڑے پروفیسرز ہیں وہ Average ایک گھنٹہ، تو مجھے بتائیں اگر یہ ہسپتال ڈاکٹرز کیلئے

ہیں تو بس ٹھیک ہے یہ اسی طرح رہنے دیں، اگر یہ سکولز ٹیچرز کیلئے ہیں تو رہنے دیں سکول ٹیچر کا ہے، بس مالک وہ ہے لیکن ایسا نہیں ہے، یہ ٹیچرز سکولز کیلئے ہیں اور یہ ڈاکٹرز ہسپتال کیلئے ہیں، یہاں کیا ہوا؟ ہم سیاسی لوگوں نے ان کو مالک سکول بنا دیا، اس کو مالک ہسپتال بنا دیا، اب ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ حاضری کرو، کہتے ہیں نہیں جی، ہم تو نہیں اپنی حاضری لگائیں گے، سکول اور ٹیچروں کا ڈیمانڈ ہے کہ مانیٹرنگ سسٹم ختم کردو تو یہ کیسا ڈیمانڈ ہے؟ بھئی جب تنخواہ لیتے ہو تمہیں آنا پڑے گا، ہم کسی کی بے عزتی نہیں کرتے لیکن جب تنخواہ کوئی لے گا تو اپنی اس نے ڈیوٹی کرنی ہے۔ اسی طرح ہسپتالوں میں ڈاکٹرز نہیں، ہم نے کوشش کی ہے کہ ہم ڈاکٹرز پورے کریں، سات آٹھ سو ڈاکٹرز کسی نے کبھی نہیں پوچھا ہوگا، ڈبل نوکری کررہے تھے، کوئی پاکستان کے اندر، کوئی یورپ میں، کوئی امریکہ میں، کوئی کینیڈا میں، وہاں تنخواہ لے رہا ہے، یہاں بھی تنخواہ لے رہا ہے، ہم نے انکوائری کی اور ان آٹھ سو کو فارغ کیا، ان کی جگہ نئے ڈاکٹرز لیے، پھر ڈاکٹرز کم، پھر چیک کیا جناب یہ ڈاکٹرز پروموشن نہیں لے رہے گریڈ سترہ کے، ڈاکٹرز گریڈ اٹھارہ میں نہیں جارہے ہیں کیونکہ ان کی دکانداری خراب ہوتی ہے، کیونکہ جب پروموٹ ہوں گے تو کہیں اور جائیں گے، ان کی دکانداری خراب ہوتی تھی، ہم نے لڑ لڑ کے زور دے کر ان کو پروموٹ کرایا، یہ عجیب سا کام ہے کہ لوگ پروموشن کیلئے پھرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہمیں پروموٹ نہ کرو، تو یہ بھی اس ملک میں ہوتا رہا ہے، کسی نے نہیں سوچا کیونکہ ہمیں پتہ چلا کہ ہمارے پاس تو ڈاکٹرز پورے ہیں، مطلب جگہیں موجود ہیں، اے جی آفس سے چیک کرایا، ہیلتھ منسٹر ڈھونڈتے رہے کہ بھئی کدھر ہیں ڈاکٹرز؟ پتہ یہ چلا کہ یہ پروموٹ نہیں ہوں گے، پروموٹ یہ نہیں ہوں گے تو ہم آگے لے نہیں سکتے، کوئی سات آٹھ سو کو پروموٹ کیا، وہ کرکے اور بھرتی کیے، پھر بھی پتہ چلا کہ ڈاکٹرز نہیں پورے، کیونکہ صرف پشاور اور ایبٹ آباد کے بغیر ڈاکٹر جانے کو کہیں بھی نہیں تیار، جتنے مرضی ڈاکٹرز بھرتی کرو، پشاور آئے گا، ایبٹ آباد آئے گا ختم، باقی میرے خیال میں اس ملک میں کوئی اور ہے ہی نہیں، ہم نے کیا کیا؟ میں نے بہت سوچا کہ اس تنخواہ میں جو پچاس ہزار تنخواہ ہے، اس میں تو کوئی ڈاکٹر کوہستان نہیں جائے گا، نوشہرہ نہیں جائے گا، کوہستان تو بھول جاؤ وہ تو بہت دور کی بات ہے، تو ہم نے بہت سوچا کہ کتنی بڑھائیں، میں نے کہا بڑھاؤ اتنی بڑھاؤ کہ جہاں دنیا کے کسی کونے میں پڑا ہو کہ واپس آجائے، ہم نے تنخواہیں اسلئے تین چار گنا بڑھائیں، اسلئے بڑھائیں کہ آج اللہ کا شکر ہے کہ ہم

فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ سارے صوبے میں ڈاکٹرز موجود ہیں جو کبھی بھی نہیں تھے، (تالیاں) جو کسی نے نہیں سوچا، کسی نے نہیں پورا کیا اور کسی میں ہمت ہی نہیں تھی کہ وہ کر سکتا، آج پنجاب میں ایسا نہیں ہے، آج سندھ میں ایسا نہیں ہے، آج بلوچستان میں ایسا نہیں ہے، یہ واحد صوبہ ہے کہ ہم آج کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے پاس سو فیصد ڈاکٹرز موجود ہیں، اگر تھوڑی بہت کہیں کمی ہے، بھرتیاں ہو رہی ہیں، ہم اس کو پورا کر رہے ہیں۔ ٹیکنیشنز سارے موجود ہیں، ہم آدھا، میل فیمیل نرسز سو پرسنٹ تقریباً موجود ہیں جو پاکستان کی تاریخ میں کبھی نہیں ہوا اور پھر ان کی مانیٹرنگ بھی شروع کر دی، تو مجھے کبھی کبھی بڑا افسوس ہوتا ہے کہ ٹیچر کو اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کا درجہ دیا، ہم ان کی حاضری لگا رہے ہیں اور ڈاکٹر کو مسیحا کا درجہ دیا، اس کی ہم حاضری لگا رہے ہیں، اگر وہ حاضر ہوتے تو ہم نہ لگاتے، ہم نہ پوچھتے، ہمیں کیا غم تھا، سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے، بس اللہ کا شکر ہے، ہم نے کیا کیا، لیکن ہمیں کرنا پڑا اور بہت افسوس بھی ہوتا ہے، شرم بھی آتی ہے کہ ہمارا ملک ایسا ہے کہ ہمارے والدین کی جگہ جو بیٹھے ہیں، وہ سکول نہیں جاتے، جس کو اللہ نے مسیحا کا درجہ دیا وہ ہسپتال نہیں جاتے تو ہمیں مجبوری ہے یہ کرنا پڑا۔ پھر ہسپتالوں کا کیا حال ہے؟ ہسپتال جاؤ گندگی کے ڈھیر، اس کو ہسپتال نہیں کہتے، اس سے تو جانوروں کے ہسپتال بہتر، بہت بہتر، سو درجے بہتر، ہسپتال ایسے نہیں ہوتے کہ جس میں دوائی نہ ہو، جس میں بیڈز کا چادر نہ ہو، جس کا برا حال ہو تو میں نہیں کہتا کہ ہم نے سب ٹھیک کر دیا، پھر سب سے بڑی بات تھی کہ اس کیلئے قانون سازی کرنی تھی، ہمیں دو سال لگے جو میجر ہاسپٹلز ہیں، ان کو اٹانومی دینے میں، ایم ٹی آئی بنانے میں، ڈاکٹرز نے ہڑتالیں کیں، ہمارے خلاف جلوس نکالے، سیاسی لوگ اس میں شامل رہے، ہمیں بدنام کرنے کی کوشش کی لیکن ہم نے پرواہ نہیں کی، ہم نے عوام کو جواب دینا ہے، ہم نے قانون پاس کیا اور جو بڑے ہسپتال ہیں، ان کو بااختیار کر دیا، ان کے بورڈز بن گئے اور وہ بورڈز بااختیار ہیں، ون لائن بجٹ ہے، بااختیار اپنا کام کر رہے ہیں، Hire and fire بھی کر سکتے ہیں۔ آج کئی ہسپتالوں میں میں بہتری دیکھ رہا ہوں، یہ صرف آٹھ مہینے ہوئے جو ہم نے شروع کیا، دو سال تو ہمیں اس پہ لگے، پھر عدالت چلے گئے، کورٹ میں Stay ہو گیا، Stay کے بعد جا کر سات آٹھ مہینے ہوئے کہ ہم نے ابھی کام شروع کیا، تو ابھی بنیاد سے شروع ہوئے ہیں، ہم نے ابھی سٹارٹ کیا ہے اور ان شاء اللہ اس کے بہتر ریزلٹ آپ ہر مہینے دیکھتے جائیں گے۔ ہسپتالوں میں جو کمروں کا حال ہے، بیڈز جو پتہ

نہیں کس سٹینڈرڈ کے ہیں، ویل چیئر کوئی نہیں، مطلب ہے کہ جس چیز کا نام لو وہ نہیں، تو مجھے بتائیں کہ ہم کیا ڈیلیور کرتے، ہم کیا نیا چیز بناتے، جو ہمارے پاس موجود ہے وہ ڈیلیور نہیں کر رہا، اس کو نہیں ٹھیک کرنا اور آگے ہسپتال بناتے جاؤ، تو ہم پوری کوشش، ہم نے پوری فنڈنگ ان بڑے ہسپتالوں میں کر دی ہے کہ یہ اپنا سٹینڈرڈ بنائیں اور ان کو پرائیویٹ ہاسپٹلز کے مقابلے میں لانا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ یہ ان سے بہتر ہوں گے۔ اب ہمارے کئی ہاسپٹلز کے کنٹریکٹ ہو چکے ہیں، کام شروع ہے، آپ بڑے ہاسپٹلز کو وزٹ کریں، ان شاء اللہ آپ کو وہاں پر خود بخود نظر آئے گا آپ کو ڈاکٹرز نظر آئیں گے، پھر ہم نے ایمرجنسی ہر سال ایک ارب روپے ہم ایمرجنسی میں دے رہے ہیں کہ Free treatment ہو کیونکہ ایمرجنسی میں ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے، کچھ ہو جاتا ہے، آپ ہسپتال جاتے ہیں، ایمرجنسی روم میں جاتے ہیں، آپ کے پاس کچھ نہیں ہوتا، تو ہم نے وہ فری کر دیا کہ لوگوں کو فری میڈیسنز، فری سب کچھ ملے تاکہ اس سخت وقت میں وہ پریشان نہ ہوں۔ باقی بہت ساری چیزیں ہم نے جو صحت کی ہیں، اس میں کئی چیزیں ہم نے فری کر دی ہیں، اس میں مطلب ہے کینسر ہے یا اور بہت سی بیماریاں ہیں، انسولین، Different چیزیں ان کو ہم نے فری کر دیں اور سب سے بڑی بات ہم نے "صحت کا انصاف کارڈ"، یہ "صحت انصاف کارڈ" ہمارے دماغ میں کیوں آیا؟ وہ اسلئے آیا ہے کہ جب سب کچھ ہم کرنے لگے تو ہم بیٹھے ہوئے تھے، ہم یہ ڈسکس کر رہے تھے، منسٹر صاحب بھی تھے کہ یہ غریب لوگ، یہ تو اگر ہم اتنا کچھ کر بھی دیں تو غریب پھر بھی علاج نہیں کرا سکتا، علاج بہت مہنگا ہے، میں تو کبھی کبھی اپنے دوست سے کہتا ہوں یا اللہ بیماری سے بچائیں، میرے لئے بھی مشکل ہو جائے گی اگر بڑی بیماری آ گئی، تو وہ ہم نے سوچا کہ ان غریبوں کیلئے کوئی راستہ نکالیں، تو ہم نے یہی کیا کہ انشورنس سے بات کی اور انشورنس کے تھرو "صحت انصاف کارڈ" Introduce کیا، یہ تقریباً 18 لاکھ فیملیز میں تقسیم اس کی شروع ہے، تقریباً 14 لاکھ تقسیم ہو چکے ہیں، چار لاکھ ابھی تک Identify نہیں ہو رہے، وہ مل نہیں رہے تو اب اس سال ہم اس کو 18 لاکھ سے 24 لاکھ تک لے گئے تاکہ اس کو اور نمبر اٹھائیں۔ (تالیاں) تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ 14 لاکھ Identify ہو گئے اور ہم نے 24 لاکھ، تو دس لاکھ اور اس میں Identify ہوں گے تو آپ سمجھیں کہ یہ 24 لاکھ اگر اس کو Five سے بھی Multiply کریں تو یہ پچاس ساٹھ پرسنٹ آبادی کو اس کا فائدہ پہنچے گا سارے صوبے کا اور یہی "صحت انصاف کارڈ" ہم سرکاری

افسروں کیلئے بھی کر رہے ہیں کیونکہ یہ جو میڈیسن کے نام پر رنگارنگ پیسے نکالے جاتے ہیں، اس سے بھی جان چھوٹ جائے گی۔ ہم نے حساب کیا کہ وہ جتنا خرچہ اس پہ ہوتا ہے، اس سے آدھے خرچے پر انشورنس کے تھرو کے ہم یہ Facilities سرکاری لوگوں کو دے سکتے ہیں تو اس بجٹ میں وہ بھی کرنے لگے ہیں۔ پھر یہی یہی چیزیں ہسپتالوں میں Missing facilities، آپ حیران ہوں گے کہ ساری مشینری خراب، عجیب سا ملک ہے، ایکسرے مشین خراب، سب خراب، ٹھیک ٹھاک مشینوں کے پرزے چوری، تو ہسپتال کیا کام کریں گے؟ ہمارے جو ڈاکٹرز صاحبان خفا ہوتے ہیں، انہوں نے باہر اپنی دکانداری بنائی ہوئی ہے، اندر مشین خراب کرو، چٹ دو کہ جا کے وہاں تم یہ اپنا ایکسرے کرالو، اپنا یہ ٹیسٹ کرالو، ابھی ہم یہ لگے ہوئے ہیں کہ سارے ہسپتالوں میں ساری مشینری ٹھیک کریں۔ اب ساری مشینری ٹھیک کرنے کیلئے پیسہ چاہئیے، تو وہ تو ہم نے Provide کر دیا لیکن ساتھ ساتھ ہمیں جتنے ہمارے ہاسپٹلز ہیں جو نئے بنے ہیں، ہر ایک کہتا ہے کہ یہاں پر یہ سامان دیں، چودہ ارب روپے کی ضرورت ہے، اس بجٹ میں ایک ارب میں نے ڈالا ہے، تین ارب اور بندوبست کر رہے ہیں، کوشش ہے کہ چودہ ارب روپے اگر ہم کہیں سے لا سکے تو ہم یقیناً کہہ سکیں گے کہ ان شاءاللہ تعالیٰ 2018 میں کوئی ہسپتال بغیر کسی، کوئی مشینری کوئی چیز اس میں خراب نہیں ہوگی اور ٹھیک ٹھاک ہم Provide کریں گے اور ان شاءاللہ تعالیٰ میں تو ہمیشہ کہتا ہوں کہ ارادہ اچھا کرو اللہ تعالیٰ مدد کرے گا، یہ چودہ ارب بھی آجائیں گے اور یہ ہسپتالوں کا سٹینڈرڈ ہم نے، ہم نے پرائیویٹ سیکٹر سے آگے لے کے جانا ہے، اسی طرح ہم نے، پہلے میں نے بتایا کہ ڈاکٹروں کی سیلریز بہت ضروری تھیں، اس کو آگے بڑھانا، اس وقت تین میڈیکل کالجز پہ کام شروع ہے ہمارے صوبے میں اور نیکسٹ ہم کیا کر رہے ہیں؟ نیکسٹ ہم جو ڈسٹرکٹ ہاسپٹلز ہیں، تحصیل ہاسپٹلز ہیں، آر ایچ سیز ہیں، اب اس کو بھی Semi-autonomy دینے جا رہے ہیں تا کہ ڈسٹرکٹ ہاسپٹلز میں اس ضلع کے لوگ بیٹھے، یہ کوئی ہم باہر سے کوئی نہیں لا رہے، کوئی این جی اوز نہیں لا رہے، یہ بورڈز جو بنیں گے، اس میں اسی علاقے کے لوگ بیٹھتے ہیں، ڈاکٹرز ہیں یا بڑے بڑے جو اچھے نام کے لوگ ہیں، وہ بیٹھتے ہیں، وہ اس کو چلائیں گے، تو جس طرح یہ بڑے ہاسپٹلز میں بورڈز بن چکے ہیں، اسی طرح اب ڈسٹرکٹ پر لے کے جا رہے ہیں کہ وہاں پر بورڈز بنیں، آپ کے علاقے کے لوگ بیٹھیں، خود ہی ہسپتال کے فیصلے کریں کہ یادوائی ہے کہ نہیں، ڈاکٹر

آتا ہے کہ نہیں؟تا کہ لوگ اس پہ چیک رکھ سکیں۔ تو ہم نے لوگوں کو اس میں شامل کیا۔ ہم نے سرکار سے، حکومت سے اختیار لے کر عوام کو بااختیار کر رہے ہیں لیکن یہاں پر وپیگنڈہ ہو رہا ہے کہ پرائیویٹائز، اگر عوام کو ہم اس میں داخل کر رہے ہیں، عوام کو بااختیار کر رہے ہیں۔ آپ ضلعوں کے لوگوں کو بااختیار کریں تو کیا یہ پرائیویٹائزیشن ہے یا یہ بیوروکریسی سے اختیار لے کر عوام کو دینا اس پر آپ کو سوچنا پڑے گا کیونکہ ایسے ہی پروپیگنڈے سے نقصان ہوتا ہے، اس ادارے کو نقصان ہوتا ہے، اس کی حقیقت کو سمجھ جانا چاہیئے کہ حقیقت کیا ہے؟ اسی طرح ہمارے بی ایچ یوز ہیں، آر ایچ سیز ہیں۔ اس میں بھی کوئی چیز نہیں ہے۔ سارا کچھ ٹوٹا پھوٹا ہے اس کیلئے ہم نے بندوبست کر دیا ہے۔ اس میں بھی سب کچھ پورا کرنا ہے تو یہ بہت ساری چیزیں ہیں کہ ہمیں ایسی حال میں ملی کہ میں مجبور ہوں کہ میں اس کو ٹھیک کروں کیونکہ میں ساری حکومتوں میں رہا ہوں، Different times پہ میں رہا ہوں لیکن کبھی بھی کسی نے نہیں سوچا کہ اس کو جو ہے، اس کو ٹھیک کرو، آگے مت بڑھو، آگے یہ ایسا ہے کہ آگے دوڑ پیچھے چھوڑ، وہی معاملہ اس ملک میں ہوتا رہا ہے اور ہو رہا ہے کہ بس آگے دوڑتے جاؤ الیکشن کیلئے تیاری کرو اپنے نمبر بناؤ لیکن باقی ڈرامہ چلتا رہے گا کون پوچھنے والا ہے۔ یہ غریب آدمی ہے، یہ کون ہوتا ہے، یہ کیا پوچھے گا؟ تو اللہ تعالیٰ تو دیکھ رہا ہوتا ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں تو اس پر ضرور سوچنا پڑے گا کہ جو ہمارے پاس موجودہ چیزیں ہیں، اس کو ہم ٹھیک کریں، اس کو ایک سٹینڈرڈ پہ لائیں تا کہ ہم کل فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ ہاں ہمارے ہاسپٹلز ڈیلیور کر رہے ہیں، ہمارا اسکول ڈیلیور کر رہا ہے، ہمارا تھانہ ڈیلیور کر رہا ہے، ہمارے دفتر ڈیلیور کر رہے ہیں۔ یہ چیزیں بہت ضروری ہیں، اس سے ملک بنتے ہیں، ادارے اس سے بنتے ہیں۔ اگر ہم اس میں Interfere کریں تو ادارے خراب ہوتے ہیں، ٹھیک نہیں ہوتے، تو یہ سب کو، کیونکہ میں اسلئے باتیں کرتا ہوں کہ جو نئے آئے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ یار ہمارا تو کچھ رہا ہی نہیں۔ بھئی اچھا ہوا نا، تم فخر سے کہہ سکتے ہو نا کہ ہم نے یہ کام کیا تو یہ اگر اختیار اس کو، ٹرانسفر کو اختیار کہتے ہو تو میں کہتا ہوں کہ یہ بہت ظلم ہے۔ یہ اختیارات چھوڑنا پڑیں گے اور ادارے کو ادارے کی طرح کام کرنا پڑے گا۔ اسی طرح جس طرح یہ ریکروٹمنٹ کی پالیسی ہے۔ ڈاکٹرز بھی میرٹ سے ریکروٹ ہو رہی ہیں کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس میں کسی نے سفارش کی۔ ٹیچرز کی بھی ریکروٹمنٹ ٹوٹل میرٹ سے ہو رہی ہیں۔ این ٹی ایس سے ہو رہے ہیں اور اللہ کا شکر ہے مجھے بڑے مخالفین کے بچے ملتے ہیں کہ جی ہم تو مر

گئے ہیں، دس سال سے نوکری ڈھونڈ رہے تھے، آپ کو ووٹ بھی نہیں دیا لیکن ہم بھرتی ہو گئے، ہم آپ کے شکر گزار، میں نے کہا میرا شکریہ نہ ادا کرو، اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا یہ آپ کی قسمت میں تھا۔ تو ہر ایک کو موقع دینا چاہیئے جو لائق لوگ ہیں انہیں آگے آنا چاہیئے۔ میں ہمیشہ یہ کہتا ہوں۔ مجھے اس صوبے میں لائق لوگ چاہئیں، مجھے لائق ٹیچرز چاہئیں، مجھے لائق ڈاکٹرز چاہئیں تا کہ وہ کام کر سکیں۔ سفارشی کیا کام کرے گا جو رشوت پر آتا ہے، سفارش پر آتا ہے وہ کیا ڈیلیور کرے گا وہ تو اپنا پیٹ ہی بھرے گا۔ تو اس پر ضرور خیال کرنا چاہیئے کہ کوشش ہم کریں کہ سفارشی کام سے اس میرٹ نظام کو لانے میں ہم سب ملکر کام کریں یقیناً یہ صوبہ خود بخود آگے جائے گا۔ جب اچھے لوگ ہوں گے تو اچھا کام ہو گا اور اگر سفارشی اور رشوت خور ہوں گے تو ریزلٹ یہی ہے جو ہمارے سامنے ہے کہ کوئی چیز ڈیلیور نہیں کر رہا۔ اسی طرح لوکل گورنمنٹ ہے۔ اب لوکل گورنمنٹ میں، میں خود ڈسٹرکٹ ناظم رہا ہوں۔ میرے پاس اس وقت ایک ارب بجٹ ہوتا تھا، اس میں کوئی 94، 96 کروڑ جو تھے وہ تنخواہیں ہوتی تھیں، پانچ، چھ کروڑ ڈیویلپمنٹ کیلئے ہوتے تھے۔ لوگ میرے پیچھے پھر رہے ہوتے تھے کہ جناب ایک ارب روپے تو آپ کے پاس ہیں تو وہ جب میں نے دیکھا کہ یہ بلدیات نظام کو اگر کامیاب کرنا ہے اور نیچے روٹ کو ہم نے کام لے کے جانا ہے کہ گلی گلی کام ہو تو ہم نے بلدیات کو طاقتور کرنا ہے تو اس کیلئے ہم نے نیا ایکٹ پاس کیا اور ساتھ یہ بھی کہ ان کو ہمارے، یہ واحد صوبہ ہے سارے پاکستان میں کہ ہم نے اختیارات ٹرانسفر کئے لیکن اگر ناظم اپنے اختیارات کو نہیں سمجھتا تو میں کیا کر سکتا ہوں؟ ہم نے تو، قانون نے اختیارات ٹرانسفر کی ہیں۔ وہ قانون کو سمجھے، اپنے ایکٹ کو پڑھیں۔ وہ ہم سے، آپ سے، میرے وزیروں سے زیادہ بااختیار ہیں لیکن ان کو ابھی تک سمجھ نہیں ہے کہ ان کے اختیارات کیا ہیں؟ اس کے ساتھ مجھے جو چار کروڑ ملتے تھے یا ضلعوں کو وہ ابھی بھی ان کی اپنی آمدن ہے جو ضلعوں کے، کبھی صوبائی حکومت نے ایک ٹکہ بھی نہیں دیا، یہ ان کے اپنے پیسے تھے جو ان کی آمدن ہوتی تھی ایکسپورٹ ٹیکس اور Different وہ ملتے تھے۔ ہم نے کیا کیا کہ پچھلے جب لوکل گورنمنٹ بن رہا تھا تو ہم نے تیس فیصد، تیس فیصد مطلب ہے کہ One third جو ہمارا حصہ تھا ہم نے ڈیویلپمنٹ کا اپنا گلہ کاٹ کر، اپنے اپنے کام روک کر ہم نے بلدیات کو دیئے۔ یہ تقریباً ابھی تک اس بجٹ کو ملا کر اب ہم 80 ارب روپے بلدیات کو دیں گے جو (تالیاں) ستر سال میں صرف میرے خیال میں آٹھ ارب ملے ہوں

گے اور وہ آٹھ ارب جوان کے اپنے ہیں وہ ملے۔ تو یہ اسلئے کیا کہ ہم نے یہ جو چھوٹے چھوٹے کام ہیں اس سے باہر نکلیں۔ ہم نے ویلج کونسلز بنائیں تاکہ گاؤں تک جائے، اس کا کام چلے۔ ہم نے پہلی دفعہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ صفائی کا نظام ہم لے آئے، لوکل گورنمنٹ میں ہم نے Compulsory کر دیا کہ ویلج کونسل میں بیس پرسنٹ جو ہے وہ خرچ ہوگا گاؤں کی صفائی پہ اور جو تحصیل کونسل ہے، وہ بھی بیس پرسنٹ، وہ گند گاؤں سے اٹھائے گا اور Dumping ground لے کر جائے گا۔ اب وہ کتنا کام کرتے ہیں، کتنا اس میں کامیاب ہوتے ہیں، یہ Depend کرتا ہے وہاں کے ممبران پہ، تو ہم نے ان پہ Compulsory کر دیا۔ میں سب کو کہتا ہوں جب دنیا بنی ہے۔ جب سے دنیا بنی ہے کوئی گاؤں صاف نہیں ہوا، کوئی مجھے بتادے تو میں چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی گاؤں کبھی صاف ہوا ہے؟ ہم گندگی کے ڈھیر پہ رہ رہے ہیں، ہم بیماریوں کے اوپر زندگی گزار رہے ہیں لیکن کبھی بھی، شہر تو صاف ہوتے رہے لیکن گاؤں کسی نے نہیں صاف کیا۔ اب اللہ کا شکر ہے کہ بہت سارا کام شروع ہو چکا ہے اور ہر گاؤں میں صفائی کا کام شروع ہو چکا ہے۔ یہ بھی اس حکومت کا کارنامہ ہے کیونکہ اگر آپ ہسپتال کو ٹھیک کرتے ہیں اور وہاں ہم گندگی کا ماحول نہیں ٹھیک کرتے تو بیماریاں نہیں ختم ہوتیں۔ تو بیماری ختم کرنے کیلئے ایک علاج یہ ہے کہ آپ گندگی پہلے ہٹائیں پھر بیماریاں کم ہوتی جائیں گی۔ تو یہ اسی طرح ہم نے تحصیل اور ڈسٹرکٹس کو فنڈز دیئے کہ اس میں سے کچھ حصہ اپنے ایجوکیشن میں لگانا ہے، کچھ حصہ اس میں ہیلتھ میں لگانا ہے، کچھ حصہ ہم نے ان کو کہا ہے کہ ہم نے Beautification uplift کرنی ہے۔ اب ہم یہاں کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے صوبے کو خوبصورت بنانا ہے، درخت اور پودے تو ہم لگا رہے ہیں لیکن یہ جو چھوٹے چھوٹے شہر ہیں اس کو خوبصورت کیسے بنائیں گے؟ اس کیلئے ہم نے فنڈ ان پہ Compulsory کر دیا کہ آپ نے دس یا بیس پرسنٹ مجھے Exact نہیں دیا وہ آپ نے اپنے شہر کی Beautification کرنی ہے تو وہ اب ان کی ڈیلیوری پر ہے۔ ہم تو ان کا آڈٹ بھی کریں گے، چیک بھی کریں گے کہ وہ پیسے صحیح لگے اور ہمارے جو چھوٹے قصبے ہیں، گاؤں ہیں، جہاں پر بھی کوئی چھوٹی سی جگہ ملے، اس کو خوبصورت بنایا جائے، کوئی چھوٹے پارکس بنادیں، بہترین چوک یہ نہیں کہ چوک اس کی بنادیں۔ Concrete کی چوک بنادیں، یہ نہیں خوبصورتی ہوتی، وہ میں ابھی دنیا پھر کر آیا ہوں، وہ چوکوں میں خوبصورت پھول لگے ہوتے ہیں، خوبصورت پودے لگے ہوتے ہیں، زیادہ سے زیادہ

بیس تیس ہزار روپے لگ جاتے ہیں، تو اس کو بھی ہم نے کیا ہے کہ ہم اپنے گاؤں اور قصبوں کو خوبصورت بنائیں۔ اسی طرح ٹورازم ہے، ہماری بہت ساری آمدن اس سے ہو سکتی ہے اور اگر ہم اپنے ٹورسٹ کیلئے جو علاقے ہیں اس کو ہم ٹھیک کر جائیں، ان کیلئے راستے بنالیں، ان کیلئے خوبصورت جگہ بنالیں تو ہمارے صوبے کی آمدن اور بڑھ سکتی ہے۔ تو ہم ہر طرف ہماری کوشش لگی ہوئی ہے اور خاص طور پر پانچ جگہوں پر، آپ نتھیا گلی جائیں، نتھیا گلی آپ نے پہلے بھی دیکھی ہوگی، نتھیا گلی پہ تقریباً ڈیڑھ ارب روپے ہم نے لگائے۔ آج پنجاب سے جب کراس کروگے، آپ کو پنجاب گندھا لگے گا اور نتھیا گلی خوبصورت لگے گی۔ (تالیاں) آپ کو ایک خوبصورت Tourist resort مل گیا۔ ادھر ہم اور ٹاؤن شپ بھی بنا رہے ہیں اور انہی کی اور وہاں کے جو ریسٹ ہاؤسز ہیں، وہ بھی ہم نے گلیات کو دے دیئے تاکہ وہ آمدن ادھر ہی گلیات پہ لگے، اس کو اور خوبصورت بنایا جائے۔ اسی طرح ہم جیسے نتھیا گلی کی ہے، کالام میں بھی کوئی ساٹھ ستر کروڑ کا کام شروع ہے کہ انٹرنل کالام کو خوبصورت بنایا جائے۔ روڈز بن رہی ہیں، سارا کام شروع ہے میں خود اب وزٹ کروں گا۔ اسی طرح ناران کیلئے بھی فنڈنگ کر دی ہے وہاں پر بھی کام شروع ہے اور چترال کیلئے بھی ہم نے کوئی ساٹھ ستر کروڑ روپے دیئے ہیں کہ انٹرنل روڈز بھی بنیں اور اس پہ ان کو سلیم خان کو پتہ ہوگا کتنا کام شروع ہے لیکن ہم نے اس سال میں اس کو ختم کرنا ہے۔ اور اسی طرح Different مطلب سپورٹس کیلئے ہم مطلب ہے کہ ایسی جگہیں ہم نے دیکھی ہیں۔ ہم نے، میں چائنا گیا۔ ہم پندرہ بیس Spot لے کر گئے کہ یہ ٹورازم میں کریں، اس کو خوبصورت جگہیں بنائیں، روڈز بنیں۔ لوگوں کیلئے بیٹھنے کی اچھی جگہیں بنیں، وہ بھی ہم چائنیز کے ساتھ Different کمپنیوں کے ساتھ میری بات چل رہی ہے، ان شاء اللہ چار چھ پراجیکٹس کو ہم ان سے اٹھوالیں گے۔ اسی طرح بڑا اعتراض ہوتا ہے Billion Trees پر کہ Billion Trees پتہ نہیں کیا بلا ہے یہ سمجھتے ہیں۔ تو کبھی کسی نے کہا ہے یہ جو Windfall تھا یہ اچھا تھا یہ Windfall کا قانون جو ادھر بنا ہوا تھا اور ہم سب یہاں پر جو مافیا تھا، جو کرپٹ مافیا تھا وہ جنگل لوٹ رہا تھا تو کبھی کسی نے کہا کہ یہ غلط چیز ہے؟ اس کو تو ٹھیک کہتے تھے کہ درخت کاٹتے جاؤ بڑی اچھی بات ہے۔ جنگل تباہ کرو، وہ اچھی بات ہے لیکن کوئی پودے لگا رہا ہے جی، وہ ٹھیک نہیں ہے۔ ہم نے کیا کیا، جب ہم آئیں تو یہاں جو قانون تھا سب کو پتہ ہے کہ Windfall کی شکل میں کھربوں روپے ہم نے دس سال کا حساب

لگایا، کم سے کم 200 ارب روپے کی لکڑی کاٹی گئی، یہ کیوں کاٹی گئیں، یہ کس نے کاٹی ہے؟ یہ ہم اسمبلی ممبران کی وجہ سے کاٹی گئیں، اس قانون ساز ادارے کی وجہ سے کاٹی گئیں کیونکہ ہم نے یہ قانون بنا کے دیا۔ ہم آئے ہم نے وہ قانون ختم کیا کہ کوئی Windfall, Windfall نہیں، ایک درخت سیلاب سے گرتا ہے 500 درخت کاٹ کے لے جاتے ہیں۔ اس وقت جو ہمارے جنگلات کے حالات ہیں، میں کسی وقت آپ کو ہیلی کاپٹر سے لے جاتا ہوں، جنگل تو نہیں ہے ایک درخت ادھر کھڑا ہے، ایک ادھر کھڑا ہے، اس کو جنگل کہتے ہیں؟ جنگل Dense جنگل ہوتا ہے جس میں آدمی چل پھر نہیں سکتا اور Dense جنگل کی وجہ سے موسم بدل سکتا ہے، ایسے ایک ایک درخت کھڑا ہونے سے موسم نہیں بدل سکتا اور اگر ہم ایک Billion Trees کی بات کرتے ہیں تو چیلنج کے ساتھ کہہ بھی سکتے ہیں کہ آئیں کوئی جگہ ہمیں بتائیں کہ آپ نے کتاب میں دکھایا ہوا ہے، انٹرنیٹ پہ سارے موجود ہیں کہ کہاں کہاں جنگل لگ رہے ہیں سارے انٹرنیٹ پہ موجود ہے۔ میں سارے پاکستان کو کہتا ہوں انٹرنیٹ پہ ڈھونڈیں کوئی سائٹ ڈھونڈیں، ہم ہیلی کاپٹر دیں گے، آپ کو وزٹ کرائیں گے کہ یہ ہم سچ بول رہے ہیں کہ جھوٹ بول رہے ہیں؟ یہ سچ ہے کہ اس میں جو اللہ تعالیٰ نے مدد کی۔ میں پھر کہتا ہوں اتنے گندے موسم سے بارشیں بھی کم ہوئیں لیکن جو ہماری Growth ہے 80% سے زیادہ ہو رہی ہے اور وہ آڈٹ کس نے کی ہے WWF نے، انٹرنیشنل ادارے نے۔ آج ساری دنیا میں اس کی صفتیں ہو رہی ہیں۔ ابھی ایک کانفرنس ہوئی تھی اشتیاق بتا سکتا ہے، اس میں اس وقت خیبر پختونخوا As a Province دنیا میں دوسرے نمبر پر ہے جو اتنے درخت اگا رہا ہے، (تالیاں) یہ کبھی کسی نے نہیں کیا اور میں آپ کو ریکارڈ دکھا سکتا ہوں کہ پچھلے ستر سالوں میں جو کتابوں میں دکھایا گیا ہیں وہ ساٹھ کروڑ پودے ہیں، ساٹھ کروڑ پودے پچھلے ساٹھ، پینسٹھ سالوں میں آپ سوچیں، مجھے پتہ ہے اس میں کیا کیا لگے تھے اور وہ کیسے لگے تھے، مجھے وہ بھی پتہ ہے لیکن میں، ہم جو چیلنج کر کے دیتے ہیں کہ ہم نے جو ایک ایک پودا لگایا ہے، ہم آپ کو بتا سکتے ہیں کہ یہ Grow کر رہا ہے کہ نہیں کر رہا؟ اگر سوکھ گئے ہیں تو سوکھ بھی گئے ہوں گے، یہ کسی کی غلطی نہیں ہے جہاں کوئی بارش نہ ہو، موسم ایسا ہو تو آپ خود بھی لگائیں، اپنی زمین پر وہ سوکھ سکتے ہیں۔ تو یہ چیزیں ہیں حالات کے ساتھ یہ چیزیں آتی رہتی ہیں لیکن حقیقت کو حقیت ماننا پڑے گا کہ یہ اس ملک کی ضرورت ہے۔ جیسے میں نے کہا کہ آج کچھ اگاؤ

گے تو کل اس کو کاٹو گے تو اگر آج یہ درخت ہم اگائیں گے تو ہمیں تو اس کا کوئی فائدہ نہیں لیکن اگلے نسلوں کو تو بہت فائدہ ہے۔ دس پندرہ سال کے بعد یہ صوبے کا موسم بدل سکتا ہے اور جس طرح Grow ہم کر رہے ہیں اگر یہ Continue رہے اگلے دس پندرہ سال میں تو یقین کریں کہ یہ موسم بدلہ ہی بدلہ، ہم سیلابوں سے بچ سکتے ہیں، ہمارے گلیشیئر ز پگلنے سے بچ سکتے ہیں، بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ ہم جب آئے تو بائیس پرسنٹ ہماری فارسٹ تھی لیکن میں اس کو بالکل فارسٹ نہیں کہتا، وہ درخت تھے، Aforestation اور چیز ہوتی ہے کیونکہ آپ کو میں کبھی وزٹ کراتا ہوں، میں مولانا صاحب کو ریکویسٹ کرتا ہوں۔ آپ کو بہت دور نہیں میں اسلام آباد میں مارگلہ کے بعد ہمارا فارسٹ آتا ہے، وہاں میں گیا پہلے سال ویسے ہی درخت کھڑے تھے۔ مجھے انہوں نے فارسٹ ڈیپارٹمنٹ نے کہا یہ جو میں ایک بلین بتا رہا ہوں، اس میں Natural growth بھی ہے، اس میں تیس پینتیس فیصد Naturally grow کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا نظام ہے وہ خود بخود یہ پودے اگتے رہتے ہیں اگر آپ اس کو Disturb نہ کریں۔ مجھے انوائرنمنٹ والوں نے کہا جی یہ تو مطلب اس کو ہم Enclose کر رہے ہیں اور یہ ان شاءاللہ تعالیٰ یہ تو تیس پینتیس فیصد خود Grow کریں گے۔ میں نے کہا میں نہیں مانتا، یقین کریں اگلے سال میں گیا وہاں پر پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں تھی۔ اتنے Pine grow کر رہے ہیں اور اب پہلے اتنے تھے وہ تقریباً اتنے ہو گئے کہ آپ کو وزٹ بھی کرنا، کوئی بھی Pine کا جنگل جو ہم نے Preserve کر دیا، اس کو کنٹرول کر دیا کہ ادھر بھیڑ بکریاں نہیں جائیں گی۔ وہاں پر لوگوں کو ہم تنخواہ دے رہے ہیں اور وہ اب بہترین Growth ہو رہی ہے۔ تو یہ آپ اپنے علاقوں میں بھی جا کر دیکھ سکتے ہیں جو ہماری پہاڑی علاقوں کے لوگ ہیں۔ چترال میں سوکھے ہوئے پہاڑ، اب ہم اگر دس پندرہ سال یہ محنت کریں تو یہ سرسبز پہاڑ نظر آ سکتے ہیں۔ درخت کاٹنا ختم، ابھی اس وقت بھی چترال میں بہت زیادہ کٹنگ ہو رہی ہے۔ ہم نے آرمی سے بات کی ہم نے پورا سب کچھ بند کر دیا۔ دیر میں انتہائی کٹنگ ہو رہی تھی، ہم نے خود سختی کی ہے لیکن ابھی ہم نے، اب آرمی کو Involve کر رہے ہیں کہ ان کی پوری چیکنگ کی جائے کیونکہ درخت کاٹنا بڑا جرم ہے۔ تو یہ سب کچھ کرنا اسلئے ہے کہ ہمیں اس ملک کے مستقبل کا بھی غم ہے، صرف اپنا غم نہیں ہونا چاہیئے، سارے ملک کا بھی غم ہونا چاہیئے۔ پھر اگر بات کی جائے پولیس کی، اب پولیس ہے، میرے کئی دوستوں کو یاد ہو گا جب میں شروع

میں آیا تو میں تقریریں کرتا تھا کہ ہماری پولیس کرپٹ ترین ہے، سب سے گندی پولیس ہے، بدنام پولیس ہے اور آج میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ ہماری بہترین پولیس ہے، بہترین کارکردگی ہے پولیس کی (تالیاں) اور وجہ کیا ہوئی، بہت ایک عجیب سی میں آپ کو ایک قصہ سناتا ہوں کہ میں ایک عجیب سی ٹیسٹ میں پڑ گیا۔ جب یہ درانی صاحب کو میں نے پشاور ٹرانسفر کیا بڑی مشکل سے میں نے انہیں فیڈرل گورنمنٹ سے لیا کیونکہ میں جانتا تھا کہ بڑا اچھا آفیسر ہے۔ تو جب وہ مجھے ملاقات کرنے آیا، کہتا ہے جی میں واپس جارہا ہوں۔ میں نے کہا جی آپ تو آئے ہی نہیں تو واپس کدھر؟ کہتا ہے میں ایک شرط پر رہ سکتا ہوں آپ نے اس میں سیاسی مداخلت نہیں کرنی ہے۔ اب ایک سیاسی آدمی کیلئے یہ اتنا بڑا فیصلہ کرنا بڑا مشکل تھا لیکن میرے دماغ نے یکدم Click کیا کہ ہم شور مچاتے ہیں کہ تھانہ کلچر خراب ہے۔ میں نے اس کو کہا ٹھیک ہے ہم مداخلت نہیں کریں گے میں گارنٹی دیتا ہوں لیکن مجھے تھانہ ٹھیک چاہیئے، مجھے تھانے میں انصاف چاہیئے، تھانے میں دو نمبر ایف آئی آر نہیں مانوں گا، کسی کے کہنے پر کسی کو اندر اور باہر کرنا نہیں مانوں گا۔ تھانے میں رشوت کو ختم کرکے آپ دکھادیں، میرٹ پر لوگوں کی خدمت کرکے دکھادیں کہ پولیس لوگوں کی خدمت کرتی ہے تو میں گارنٹی سے کہتا ہوں میں آپ کو بااختیار کردیتا ہوں۔ اور یقین کریں کہ دو ڈھائی سال بغیر قانون پاس کئے ہوئے پولیس ایکٹ پاس نہیں تھا، اختیار میرے پاس تھا، میرے پاس ٹرانسفرز ڈی آئی جیز کے آتے تھے، میں نے آج تک نہیں دیکھا کہ کون ٹرانسفر ہو رہا ہے۔ میں نے بغیر نام دیکھے آئی جی کے آرڈرز کو Implement کیا۔ کسی کو اجازت نہیں دی کہ سپاہی کو ٹرانسفر کرنے کی اجازت ہو، وہ اسلئے نہیں دی، (تالیاں) وہ اسلئے نہیں دی کہ یہ پولیس ہماری غلام نہیں ہے، یہ ہمارے لئے نہیں بنی ہے، یہ ہمارے عوام کی خدمت کیلئے بنی ہے۔ یہ ہمارے لئے بدمعاشی کیلئے نہیں بنی ہے کہ ہم اس پہ بدمعاشی کریں۔ یہ بنی ہے کہ تھانے میں عام آدمی جائے پریشانی کی حالت میں اور خوشی سے باہر آئے۔ ہم میں نے ان کو یہی سبق دیا کہ مجھے تھانے میں ماحول اور رویہ اچھا چاہیئے۔ میں مانتا ہوں بہت سے خنزیرا بھی ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جو ٹھیک نہیں ہوئے۔ ہم کسی کو معاف کرنے والے کوئی نہیں لیکن میں جب جلسے کرتا ہوں، باتیں سب کو کہتا ہوں۔ آپ کو بھی کہتا ہوں بھئی کوئی غلط ہے تو ریکارڈ لے آئیں، ہر ایک کے ہاتھ میں کیمرہ ہے۔ میں سارے صوبے کو کہتا ہوں ہر ایک کے ہاتھ میں کیمرہ ہے، کسی کا ریکارڈ

بنائے، کسی کی فلم بنائیں، اس کی باتیں ٹیپ کریں اور ہمیں رپورٹ کریں، دیکھیں اس کے خلاف کیا ہوتا ہے چاہے وہ جو بھی محکمہ ہو؟ لیکن ہمیں، مجھے افسوس اس وقت ہو جاتا ہے کہ ہم کہتے ہیں، ہم بڑے بہادر پٹھان ہیں لیکن ایک پٹھان بھی گواہی کیلئے تیار نہیں ہوتا آخر کیا بات ہے؟ ہم الزام لگاتے ہیں یہ چور ہے وہ چور ہے وہ غلط ہے لیکن کوئی تیار نہیں ہے کہ میں گواہی کروں۔ تو جب گواہی نہیں ہو گی، کسی کے خلاف کوئی چیز آئے گی نہیں، الزام لگتے جائیں گے تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ سسٹم ٹھیک ہو۔ تو میں آپ سب سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ پلیز اپنے لوگوں کو کہیں کہ جہاں بھی غلط کام ہو رہا ہے اس کے خلاف کھڑے ہو جائیں۔ یہاں کسی نے کہا، بات کی عمران خان کی کہ عمران خان نے کہا کہ اپنے حق کیلئے کھڑے ہو جاؤ، تو میں، یہ ہمارا حق ہے کہ چوروں کے خلاف کھڑے ہوں۔ جو کام نہیں کرتا اس کے خلاف کھڑے ہوں تب بات بنے گی۔ یہ نہیں ہے کہ بس اپنے ذات کیلئے کھڑے ہوں کہ میرا ذاتی مسئلہ ہی حل ہو جائے۔ تو اس ملک کیلئے بھی کھڑا ہونا پڑے گا اور چور کو چور کہنا پڑے گا اس کے بغیر کوئی گزارہ نہیں۔ جس ملک میں رشوت ہو، چوری ہو، ڈاکہ ہو، اس ملک میں کبھی خوشحالی نہیں آسکتی۔ ہم تو خوشحال ہوں گے کیونکہ ہم تو بڑے بڑے لوگ ہیں لیکن عام آدمی کیسے خوشحال ہو گا وہ تو بد دعا دے گا اور یہی وجہ ہے کہ اس صوبے میں دوبارہ حکومت واپس نہیں آئی۔ گورنمنٹ کے بعد کوئی حکومت دوبارہ واپس نہیں آئی اور مجھے اللہ پر یقین ہے کہ اگر ہماری نیت صاف ہو، ارادہ صاف ہو تو تحریک انصاف واپس آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(تالیاں) پھر ہم بات کرتے ہیں بے روزگاری کی، مطلب ہے میں چیلنج کرتا ہوں۔ میں جو بات کروں گا، چیلنج کروں گا کیونکہ میں موجود رہا ہوں سارے سسٹم میں، میرے سے کون کیا بات کرے گا مجھے تو سارا پتہ ہے۔ اب میں آتا ہوں بے روزگاری پر۔ اس صوبے میں کتنی بے روزگاری ہے، کارخانہ ہے ہی نہیں۔ جس ملک میں یا صوبے میں انڈسٹری نہ ہو، اس صوبے میں کیسے بے روزگاری ختم ہو گی۔ تو کیا کسی نے کبھی سوچا کہ بے روزگاری کیسے ختم کرنی ہے، باتوں سے تو نہیں بے روزگاری ختم ہوتی۔ سرکاری نوکریاں دینے سے تو روزگار، بے روزگاری ختم نہیں ہوتی۔ انڈسٹری لانے سے بے روزگاری ختم ہو گی۔ تو کیا اس صوبے میں کسی نے کبھی انڈسٹری پالیسی دی، کیا کسی نے کوئی مراعات دی ہیں؟ ایک دفعہ میں انڈسٹری منسٹر تھا، شیر پاؤ خان وزیر اعلیٰ تھے۔ گدون کو ہم نے لڑ جھگڑ کے مراعات دیں، وہاں انڈسٹریز بننا شروع ہوئیں۔ ہم

گئے تو ہمارے پاس جو آئے وہ بھی اپنے صوبے کو چھوڑ گئے اور انڈسٹری بند ہوگئی۔ کسی کو فکر نہیں کہ بے روزگاری ختم ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے انڈسٹری پالیسی دی۔ آپ ہزارہ کے لوگ کبھی حطار وزٹ کریں۔ اس وقت چھ سات سوایکڑ زمین پہ کام شروع ہے انڈسٹری نے لے چکی ہے ایک ہزار ایکڑ، اور ڈیمانڈ ہے ہماری پالیسی کی وجہ سے، مراعات کی وجہ سے کہ وہاں انڈسٹری آرہی ہے۔ اس وقت سارے صوبے میں لوگ ہمارے پیچھے پھر رہے ہیں کہ ہم یہاں انڈسٹری لگانا چاہتے ہیں لیکن ہم تیار اسلئے نہیں کہ ہمارے پاس گراؤنڈ میں چیزیں تیار نہیں تھیں۔ اب میں انڈسٹری کیلئے، ہم نے EZMIC بنائی۔ ہم نے ایک پرائیویٹ، ہم نے ایک پرائیویٹ لوگوں نے کمپنی، کوئی این جی او نہیں، ہم نے کمپنی بنائی۔ اس میں لوگ لئے، ان کو کہا کہ آپ ڈیلیور کریں۔ اس وقت ہم سترہ انڈسٹریل اسٹیٹس پہ کام کر رہے ہیں، اس میں تقریباً ہر ضلع Involve ہے۔ جہاں پر فروٹ پیدا ہوتا ہے وہاں پر ہم اپنے سکیم لے کر گئے چائنیز کے پاس کہ آپ آئیں یہاں انویسٹ کریں۔ جہاں ماربل ہے وہاں پر ماربل کیلئے ہم کام شروع کئے ہوئے ہیں اور سب سے بڑا جو تین انڈسٹریل پارکس ہماری بن رہی ہیں ایک ہری پور، ایک موٹروے پہ رشکئی کے پاس اور ایک ڈی آئی خان میں۔ یہ تین انڈسٹریل پارکس ہم نے آفر کئے ہیں چائنیز کو۔ اس وقت رشکئی انڈسٹریل پارک چونکہ یہ سنٹر میں ہے، آج صبح بھی میں میٹنگ کرکے آیا ہوں، وہاں پر ہم چالیس ہزار کنال زمین پر انڈسٹریل پارک بنانے لگے ہیں۔ اسی طرح کوئی بیس پچیس ہزار کنال پر ڈی آئی خان میں اور اس سے زیادہ ہم حطار میں۔ تو وہ جو ہمارا صوبہ ہے۔ میں دو دفعہ انڈسٹری منسٹر رہا ہوں، یہ صوبہ کبھی Feasible نہیں تھا، یہاں کوئی بے وقوف ہی کارخانہ لگاتا۔ یہاں کارخانے کیا لگ سکتے ہیں؟ سیمنٹ کے، شوگر کے، جو Raw material موجود ہے، ایک دو، اور باقی کارخانہ کوئی نہیں لگاتا۔ کیونکہ ہم سے سمندر دور، مارکیٹ ہم سے دور، Raw material ہمارے پاس نہیں، ٹیکنکل لوگ ہمارے پاس نہیں تو کون ادھر کارخانہ لگائے گا؟ تو اللہ کا شکر ہے کہ چائنا کی وجہ سے، سی پیک کی وجہ سے اس وقت خیبر پختونخوا سارے پاکستان میں سب سے Feasible صوبہ بننے جارہا ہے۔ (تالیاں) وہ کس طرح بن رہا ہے، وہ کس طرح بن رہا ہے۔ اسلئے کیونکہ جب یہ ویسٹرن روٹ کا جھگڑا ہم نے ڈالا تو یہ ویسٹرن روٹ 600 کلومیٹر گوادر کا یہ راستہ شارٹ ہے۔ تو جو یہاں انڈسٹری لگائے گا تو اس کو 600 کلومیٹر ایکسپورٹ کیلئے چھوٹا راستہ مل جائے گا۔ جو

یہاں انڈسٹری لگائے گا، اس کیلئے افغانستان کے تھرو یہ سارے جو سٹیٹس ہیں، اس کا راستہ کھل جاتا ہے۔ تیسرا ہم نے گلگت سے چترال تک نیا جو روٹ Approve کرایا اس سے واخان بارڈر سے نیا ایک راستہ ازبکستان تک اس طرف کھل جائے گا۔ تو میں سارے جتنے انویسٹرز آرہے ہیں، میں ان کو کہتا ہوں کہ اس وقت آپ اگر ادھر انویسٹ کریں گے یہ سب سے فائدہ مند آپ کیلئے ہوگا۔ تو ان شاءاللہ تعالیٰ میں دیکھ رہا ہوں۔ یہ سی پیک کی باتیں ہوتی ہیں کہ ہم کامیاب نہیں ہوئے اور کسی کو پتہ ہی نہیں کہ سی پیک ہے کیا چیز؟ بھئی سی پیک کیلئے آپ نے سکیم دینی ہے کسی کو، اپنا مال بیچنا ہے، اپنا کوئی Feasible بنانا ہے تو آگے جائیں گے۔ اب میں، چائنا ہم گئے۔ ہمارے محکموں نے، سب نے بہت محنت کی۔ ہم کوئی 110 سکیمیں پراجیکٹس لیکر گئے چائنا میں اور وہ ایسے پراجیکٹس تھے کہ وہ لون والے نہیں تھے۔ دو چار ایسے تھے کہ لون والے ہیں باقی سب انویسٹمنٹ کیلئے، چاہے ٹورازم ہے چاہے انڈسٹری ہے چاہے وہ روڈز کے ہیں، چاہے وہ بجلی کے ہیں، اس میں 84 یہ ہمارے Agreement ہو چکے، MoUs ہو چکے ہیں یہ تقریباً چوبیس بلین ڈالرز کے لیکن یہ سی پیک کا ریزلٹ 2030 تک جائے گا۔ یہ 2013 سے لیکر 2030 تک اس نے کمپلیٹ ہونا ہے اور 2030 تک ہم نے ان کیلئے انفراسٹرکچر بنانا ہے تب جا کر چائنیز انویسٹ کریں گے۔ وہ اتنے سادھے نہیں ہیں کہ وہ ایسے آ کے اپنے پیسے لگا دیں گے۔ آپ ان کیلئے گراؤنڈ بناؤ گے، آپ ان کیلئے وہ مراعات یا سسٹم دو گے تو وہ آ کے انویسٹ کریں گے۔ تو اس کیلئے تیاریاں ہو رہی ہیں کہ ہم اپنے انڈسٹریل پارکس تیار کریں اور ان کو Attract کرے۔ سستی بجلی دیں اور بہت ساری چیزیں دیں کہ وہ آ کر ادھر انویسٹمنٹ کریں Otherwise اس صوبے میں کوئی انویسٹمنٹ نہیں آنی۔ تو اس پہ بھی ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ اس پہ کام، اب میں پولیس کی بات کر رہا ہوں۔ یہ پہلے، پہلی حکومت ہے جس نے پولیس ایکٹ پاس کیا۔ آج تک کوئی ہے پاس کر کے دے دیں نا؟ میں تو شہباز شریف کو بھی کہتا ہوں، سندھ کے وزیر اعلیٰ کو بھی کہتا ہوں اور بلوچستان کے وزیر اعلیٰ کو بھی کہتا ہوں کہ خدا کیلئے پولیس کو آزاد کرو، اپنی غلامی سے اس کو آزاد کرو تا کہ یہ فورس بن جائے۔ یہ کیا بات ہے کہ پولیس کو ہم استعمال کریں اور عوام جو ہے وہ رلتی رہے۔ ہمیں تو صرف اتنا اختیار ہونا چاہیئے کہ پولیس غلط کام کرے تو اس سے پوچھیں، ان سے اپنا کام نہ کرائیں۔ تو یہ میں، ان کو چاہیئے کہ ایک ایکٹ پاس کر کے دکھا دیں نا؟ یہ جو ہم نے ہاسپٹلز میں اٹانومی دی ہے

کر کے دکھادیں نا؟ یہ بڑا مشکل کام ہے یہ فیصلے، اپنے اختیارات کسی اور کو دینا بڑا مشکل ہے لیکن ہم نے تو Commitment کی تھی۔ تحریک انصاف، ہماری جماعت اسلامی، ہم جو اکٹھے ہیں، ہم جب جوائنٹ بھی ہوئے ہیں، ہم نے سارا منشور اکٹھا جوائنٹ ہم نے اس پہ سٹڈی کیا اور ہم نے Commitment کی کہ ہم نے یہ چینجز کرنی ہیں تو تب ہی جا کر ہو رہی ہیں۔ اگر ارادہ ہمارا نہ ہوتا تو یہ گپ شپ نہیں ہے بہت سیریس مسئلے ہیں جس کی طرف ہم جا رہے ہیں۔ (مداخلت) وطن پارٹی نہیں شیر پاؤ خان۔ اچھا، اچھا پھر انڈسٹریز نے، ہماری بہن انیسہ نے، ہم نے کچھ چودہ منرل سائٹس، چودہ منرل کا یہ سیمنٹ کے سائٹس ہم نے اوپن ٹرانسپیرنٹ طریقے سے دیئے جو پہلے کبھی نہیں ہوتا تھا۔ مجھے پتہ تھا وہ کس طرح اس کو لائسنس ملتا تھا۔ ہم نے ایڈورٹائز کیا، لوگوں نے اپلائی کیا، ان سب کو بلایا، پریس کو بلایا، ان کے سامنے دکھایا کیونکہ قانون یہ کہتا ہے جو پہلا Applicant ہے، اس کا حق ہے تو ہم نے سب کے سامنے رکھا۔ جو پوسٹ ان کو دکھایا کہ یہ ہے پھر Calculation کی پھر دوبارہ سب کو بلایا اور 13 جو اپنے میرٹ پہ آتے تھے، اپنے ہاتھ سے منسٹر صاحبہ نے، میں نے، ہم نے اپنے ہاتھ سے ان کو وہ Mine leases دیں۔ اور مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ سات آٹھ نو سیمنٹ کے کارخانے اس سال کے اندر اندر ان شاء اللہ کام شروع کر دیں گے۔ یہ کوئی چھوٹی بات نہیں ہے کیونکہ سیمنٹ کی بہت ڈیمانڈ ہے، سی پیک کی وجہ سے بھی بہت زیادہ ڈیمانڈ ہے۔ تو اس سے پہلے کہ کوئی اور لے جائے، ہم نے اس پر فاسٹ کام کیا کہ یہاں کارخانے لگیں۔ تو ہم نے کارخانے لگانے کیلئے بہت زیادہ مراعات بھی دیں۔ Different لوگ آرہے ہیں ان کو بھی ہم، میں ہر قسم کی ان کو گارنٹی دیتا ہوں کہ بھئی یہاں پر ٹرانسپیرنٹ کام ہے، کوئی آپ سے رشوت نہیں لے سکتا، آپ سے کوئی کمیشن نہیں لے سکتا۔ آپ آئیں، اس صوبے میں کارخانے لگائیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا ریزلٹ نکلے گا۔ پھر بات ہوتی ہے سی پیک کی، بڑی باتیں ہیں، میں زیادہ ڈیٹیل میں نہیں جاتا لیکن سی پیک میں چار جو بڑی سکیمیں ہیں، وہ باقی انڈسٹری یا اپنے انڈسٹریل پارکس بنیں گے تو وہ اس کے ساتھ جڑی ہوئی ہے، انڈسٹری آئے گی۔ چار بڑی سکیمیں ہم نے Approve کرائیں۔ ایک گلگت چترال، ایک ہم نے گریٹر پشاور ریل، جو پشاور، مردان، نوشہرہ، صوابی، چارسدہ اس کا سرکلر ریل سسٹم ہے، اس پر Feasibility شروع ہے، MoUs ہو چکے ہیں۔ تیسرا ہم نے 1900 میگاواٹ بجلی جو زیادہ تر چترال میں ہے، اسے ہم نے

سی پیک میں ڈال دیا ہے کہ اس میں کام شروع ہوگا۔اس کے علاوہ شاید یہ میرے دماغ سے نکل گیا ہے لیکن چار بڑی، ہاں یہ انڈسٹریل پارک۔انڈسٹریل پارک یہ ہر صوبے میں فی الحال ایک ایک بن رہا ہے پھر دو دو اور تین تین یہ بنتے جائیں گے، یہ چار سکیمیں ہم نے وہاں سے Approve کی ہیں۔اب ویسٹرن روٹ پہ میں اپوزیشن کا، سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ہم سب اکٹھے کھڑے تھے۔آل پارٹیز کانفرنس جو ہوئی اور ساری پارٹیاں اکٹھی تھیں تب ہم اپنا کیس جیتے اکیلے ہم نہیں جیت سکتے تھے۔ہم نے ملکر اپنے صوبے کیلئے جنگ لڑی اور ویسٹرن روٹ Approve کیا لیکن پھر بھی مجھے شک تھا کیونکہ یہ کہیں سی پیک کی ان کتابوں میں تو کہیں نظر ہی نہیں آرہا تھا۔جب میں چائنا گیا تو وہاں پر ہم نے اس کو، اس کی جو میٹنگ تھی وہ اس میں ہم نے ڈال دیا ہے، Minutes میں آچکا ہے کہ یہ اب ویسٹرن روٹ جو ہے سی پیک کا پارٹ بن چکا ہے۔اسی طرح فیڈرل گورنمنٹ سے ہم نے یہاں سے، اب مولانا صاحب چونکہ حکومت میں ان کے دوست ہیں، ن لیگ والے بھی ہیں۔دو تین سکیمیں میں نے ڈلوائی ہیں کہ اس پہ کام تیز کریں۔ایک ڈلوایا ہے پشاور سے ڈی آئی خان تک جو روڈ ہے اس کو مطلب ہے کہ چار لائن کرے۔ایک ڈلوایا ہے پی ایس ڈی پی کا حصہ ہے، آپ ان کے بجٹ کی کتاب اٹھائیں اس میں لکھا ہے اور ایک ڈلوایا ہے پشاور سے ڈی آئی خان تک ریل۔تو یہ دونوں بڑے پراجیکٹس ہیں اس کو تیز کرانا ہے۔ (تالیاں) یہ وہاں پر احسن اقبال سے میں نے ڈلوایا، میں نے کہا اور کچھ نہیں دیتے ہو تو کم سے کم اس صوبے کے، اس صوبے کے جی تین راستے ہیں۔ایک ہے ملاکنڈ، ایک ہے ہزارہ اور ایک ہے ڈی آئی خان۔یہ تین روٹس ہمارے سٹینڈرڈ کے روٹس بن جائیں، ہائی ویز، بڑی بڑی ہائی ویز بن جائیں ریل اور ٹریک بن جائے تو میرے خیال میں ہمارا صوبہ سب آگے نکل جائے گا۔تو یہ تین روٹس پہ کام کرنا ضروری ہے۔ہم بھی کوشش کریں گے آپ بھی کریں۔اسی طرح بڑے پراجیکٹس میں، اگر آپ اس، بس والا سسٹم ہے اس کو میگا پراجیکٹ نہیں کہتے ہیں تو مجھے سمجھ نہیں آتی۔یہ بھی ان شاءاللہ تعالیٰ ابھی آج صبح میں میٹنگ کرکے آیا ہوں۔اگست میں اس پہ کام شروع ہوگا، ان شاءاللہ فروری میں ختم ہوگا اور ایک بہترین نظام، آپ پھر، میں چیلنج پھر کروں گا لاہور اسلام آباد کا Comparison کر لو۔یہ خالی 28 کلومیٹر روٹ نہیں ہے، اس کے ساتھ کوئی پچاس ساٹھ کلومیٹر اور سڑکیں جو رنگ روڈ ہے، چارسدہ روڈ ہے، کوہاٹ روڈ ہے جتنے چھ سات روڈز پشاور میں آتے ہیں، ان سب

پر سٹینڈرڈ کے بس سٹاپ بنیں گے۔ اس پر ایئر کنڈیشنڈ بسز اور کوچز چلیں گی۔ جو مین روٹ ہے اس پہ تو ستر اسی بسیں اس کی ضرورت ہے ہم چار سو بسیں لیکر آرہے ہیں تاکہ سارے پشاور کو ہم ایئر کنڈیشنڈ ٹرانسپورٹ دے سکیں اور جو (تالیاں) اور جو ٹرانسپورٹرز Affect ہو رہے ہیں، اس کیلئے بھی پیسے ڈالے ہیں کہ وہ غریب کے ساتھ زیادتی نہ ہو، ہم اس کو Compensate بھی کریں گے تاکہ ان کا کاروبار خراب نہ ہو۔ تو یہ سب کچھ سوچ کر ہم نے اس پر دو سال ہمیں لگے ہیں کہ اس کو کس طرح Feasible۔۔۔۔

(عصر کی اذان)

جناب وزیر اعلیٰ: معافی چاہتا ہوں میں تھوڑا آپ کا ٹائم لے رہا ہوں لیکن یہ ضروری باتیں ہیں کیونکہ آپ کو پتہ چلے کہ یہ کچھ ہو رہا ہے، پھر آپ خود اس پہ سوچیں، اور سمجھنا بڑا ضروری ہے، پھر اسی طرح ہمارے وفاق کی طرف بجلی کے بقایاجات تھے، پچھلی حکومت نے میرے خیال میں کوئی 100 ارب وصول کئے، بہت بڑا کارنامہ کیا انہوں نے، پھر اس کے بعد ہم نے ان سے اپنا کیس لڑا، میں اپوزیشن کا، پارلیمانی لیڈرز کا، سب کا کر شکر گزار ہوں کہ ہم سب نے اکٹھے مل کر یہ کیس لڑا، ہم NEPRA بھی گئے اور اپنا کیس خود لڑا اور ہم نے پچھلے سال کوئی 88 ارب روپے وفاق سے وصول کئے، اب 88 ارب روپے میں، یہ کہتے ہیں قرضے لیتے ہیں، میں نے پچھلی حکومت کا 18 ارب روپے وفاق کا قرضہ اتارا اور 70 ارب روپے قسطوں میں مل رہے ہیں جو پچھلے سال 25 ارب اور اس سال 15 ارب اور اگلے سال چار سال میں ہمیں وہ مل جائیں گے۔ پھر اس کے ساتھ سب سے بڑا مسئلہ ہمارا یہ تھا کہ ہماری جو بجلی کی آمدن ہے، اس کو انہوں نے Cap کیا ہوا تھا، اس کو Lock لگا دیا تھا کہ بس چھ ارب روپے سالانہ ملیں گے اور یہ 1992 سے چل رہا تھا، اب چھ ارب 1992 دیکھو اور 2018 دیکھو، 17ء دیکھیں، تو یہ ہم نے اپنا کیس لڑا NEPRA میں وہ چھ ارب کا، وہ تیس پیسے Per unit ہمیں ملتی تھی وہ بڑھا کر ہم ایک روپیہ دس پیسے پہ لے گئے اور اس سے 18 سے 20 ارب روپے سالانہ اب صوبے کو مل رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہر سال بارہ تیرہ ارب روپیہ ہم سب کی کوششوں کی وجہ سے اس صوبے کو آئندہ ملتا رہے گا لیکن بات یہاں ختم نہیں ہوتی کیونکہ ایک روپے دس پیسے یا تیس پیسے کوئی ریٹ نہیں ہے، اس وقت ریٹ جو ہے وہ چار روپے سے پانچ روپے تک ریٹ چل رہا ہے، ہم آگے اے جی این قاضی فارمولا پہ کیس لڑ رہے ہیں، اے جی این قاضی نے ایک فیصلہ کیا تھا اور وہ

فیصلہ سی سی آئی میں Approve کر چکے ہیں آج سے پندرہ سال پہلے اور اس فیصلے کا Presidential order بھی ہو چکا ہے لیکن کوئی Implement نہیں کروا سکا، اگر وہ فیصلہ ہم Implement کرا دیں تو ان شاءاللہ تعالیٰ یہ 18 ارب روپے 90 ارب روپے سالانہ تک جائیں گے اور اس کیس کو ابھی پچھلے ہفتے ہم NEPRA میں گئے اور اپوزیشن پارلیمانی لیڈرز بھی تھے، نلوٹھا صاحب بھی تھے اور بھی جو آسکے وہ تھے، میں نے سب کو Invite کیا تھا، وہ کیس ہمارا وہاں چل رہا ہے، ان شاءاللہ تعالیٰ وہ کیس ہم وہاں جیتیں گے کیونکہ یہ ہمارے صوبے کا حق ہے کہ باقیوں کی بجلی جو بنتی ہے، ان سے پانچ چھ روپے میں میں لے لوں اور ہم سے ایک روپے میں، یہ کوئی وہ تو نہیں ہے، مال غنیمت تو نہیں ہے کہ ہمیں پیسے نہ دو اور بجلی بھی نہ دو، لوڈ شیڈنگ میں بھی تباہ کرو اور پیسہ بھی پورا نہ دو، ان شاءاللہ اس پہ کیس تو ہم لڑ رہے ہیں، یہ ان شاءاللہ تعالیٰ ہم اس کو آگے، اور اس کو میں سی سی آئی میں بھی لے آیا ہوں دوبارہ، میری تھوڑی بہت ان سے بحث ہوئی، میں نے کہا مجھ سے بحث کس بات پہ کرتے ہو، سی سی آئی Approve کر چکی ہے، Presidential order ہو چکا ہے، مجھے اب Implementation چاہیئے، میں کوئی اور بحث نہیں مانوں گا، اب Implementation کا وقت ہے، NEPRA میں میں نے خود Represent کیا، میں نے اپنا کیس وہاں پر بات بھی کی، ان کو یہ بھی کہا ہے کہ بھئی سب کچھ ہو چکا ہے، آپ صرف ریٹ کا فیصلہ کریں، Implementation کی بات کرو، ہمیں پیسے دو، تو یہ کیس ان شاءاللہ تعالیٰ ہم سب کی کوششوں کی وجہ سے اس صوبے کیلئے بہت بڑا کارنامہ ہوگا اور یہ ایک دفعہ کا نہیں ہوگا ساری عمر کیلئے اور پھر جیسے ریٹ بڑھتے جائیں گے، یہ پیسے بھی بڑھتے جائیں گے۔ اچھا اب بات کرتے ہیں بجلی کی، دیکھیں یہ جو لوڈ شیڈنگ کا عذاب ہے، یہ ہم نے خود ہی بنایا ہوا ہے، اگر یہ جتنی حکومتوں میں ہم رہے ہیں، حکومتیں آئیں گئیں، اگر یہ پانی سے اس وقت اگر ہم حساب لگائیں تو پچیس تیس ہزار میگاواٹ Run of the river بغیر ڈیم بنائے ہوئے بن سکتا ہے، انوائرونمنٹ پہ کوئی اثر نہیں لیکن کسی نے اس پہ کام ہی نہیں کیا اور وفاق کو تو شوق ہی نہیں ہے کہ سستی بجلی ملے، اس کو تو کوئلے سے بجلی بنانی ہے، سولر سے بنانی ہے، مہنگی بنانی ہے اور ادھر انہوں نے اپنے کمیشنز لینے ہیں، کوئی ایک اچھا اپنا ڈرامہ ہے، تیرہ چودہ روپے میں وہ یونٹ پڑے گا، ہم Afford کیسے کریں گے؟ تو ہم نے اپنے صوبے کی طرف سے پوری کوشش کی، پچھلے تین چار سالوں سے ہم لگے ہوئے ہیں،

اس وقت ہم کوئی ساڑھے چار ہزار میگاواٹ بجلی پہ کام کر رہے ہیں، میں ایک ایک کا بتاتا ہوں کہ ہم کس طرح کر رہے ہیں؟ صوبائی حکومت 300 میگاواٹ اپنی اے ڈی پی سے، اپنے خرچ سے 300 میگاواٹ پہ کام شروع کر چکی ہے، کچھ کنسٹرکشن بھی شروع ہو چکی ہے، ایک دو کی کنسٹرکشن شروع ہونے والی ہے تو 300 میگاواٹ تو ہم اپنی پیدا کریں گے جس سے آمدن بڑھے گی اور 300 میگاواٹ ہم ایشین بینک سے قرضہ لے رہے ہیں، تو اب یہ قرضہ بھی سمجھاؤں کہ یہ قرضہ کیا ہے؟ یہ جو آپ پانی سے بجلی بناتے ہیں، اس پہ Guaranteed 17% profit ملتا ہے، Guaranteed 17% profit لے کر جا رہے ہیں لوگ اور اگر ہم ایشین بینک سے لون لیتے ہیں، اس پہ ہمارا انٹرسٹ ہے دو تین پرسنٹ، تو اگر ہم سارے پراجیکٹس پہ لون بھی لے لیں تو اس کا Guaranteed profit ہے تو یہ لون خود بخود اتارتا ہے، تو اگر یہ 300 میگاواٹ ہم خود بنا رہے ہیں ایشین بینک سے، تو لون سینکشن ہو چکا ہے اور یہ پراجیکٹ اس میں گارنٹی ہو گی، وہ پیسے ادھر سے واپس ہوں گے اور آمدن بھی صوبے کو ہو گی اور اپنا قرضہ بھی واپس کرے گا۔ اسی طرح چھ سات سو میگاواٹ ہم نے ایڈورٹائز کی ہے، کوئی تیس پینتیس کمپنیز پرائیویٹ آئی ہوئی ہیں، کوئی ڈھائی تین سو میگاواٹ کا Agreement ہو چکا ہے، باقی ان کے ساتھ پراسیس چل رہا ہے، مجھے امید ہے کہ اس سال کے اندر یہ 600 میگاواٹ کے جو پراجیکٹس ہیں پرائیویٹ سیکٹر کو، ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا Agreement اور الاٹمنٹ ہو جائے گی۔ اسی طرح ایف ڈبلیو او کے ساتھ میرا Agreement ہوا، یہ ایک Interesting بات آپ کو بتانا چاہتا ہوں، ایف ڈبلیو او کے ساتھ ہمارا گیارہ ارب ڈالر کا Agreement ہوا، اس میں کوئی 600 میگاواٹ بجلی جو چترال میں ہے، دو نئے ٹاؤن شپس ایک موٹروے پر، ایک پشاور میں کوئی دو لاکھ کنال پر، ایک ہم نے کرک ریفائنری اور ایک سیمنٹ فیکٹری اور دوسری ریفائنری کوہاٹ میں جو چائنیز کے ساتھ MoU جاری ہے، یہ جو گیارہ بلین ڈالر کا Agreement ہوا ہے، اس میں میں آپ کو Agreement کی کاپی بھی دکھا دوں گا، میں نے بغیر انویسٹمنٹ کئے ہوئے، صوبے کا ایک روپیہ لگائے بغیر تقریباً پانچ سے دس پرسنٹ ان کے پرافٹ میں حصہ ہمیں ملے گا، ان کے پرافٹ میں ہمیں مفت حصہ ملے گا، (تالیاں) ہمارا کوئی پیسہ نہیں لگا۔ میں نے دو ٹاؤن شپس کا حساب بنایا، جب یہ دو ٹاؤن شپس کمپلیٹ ہوں گی تو اس Agreement میں یہ ہے کہ 16 کنال تیار پلاٹ میں جب 16

کنال بکیں گے تو اس میں ایک کنال جو ہو گا، 15 کنال کے پیسے ان کو ملیں گے، ایک کنال کے صوبے کو ملیں گے، میں نے حساب کیا کہ یہ ٹاؤن شپس اگر دو تین سال میں بن جاتی ہیں تو اس سے صوبے کو 50 ارب روپے مفت کی آمدن ہو گی، بغیر ٹکہ لگائے 50 ارب روپے صوبے کو ملیں گے اور میں Calculate کر کے دے سکتا ہوں۔ اسی طرح بجلی میں، سیمنٹ انڈسٹری میں اور ریفائنری میں، اس میں بھی پانچ، آٹھ، دس پرسنٹ شیئر پرافٹ میں ہم لے رہے ہیں، تو اس سے بڑا کیا کام ہو سکتا ہے کہ بغیر پیسے لگائے آپ کے وزیر اعلیٰ نے آپ کے صوبے کیلئے آمدن بڑھائی ہے؟ اور ابھی چونکہ میں نے ایف ڈبلیو او سے کچھ سیکھ لیا، اب میں چائنیز کے ساتھ بھی یہ گیم کھیل رہا ہوں، ان کو بھی میں نے کہا ہے کہ ہم آپ کو Facilitate کر رہے ہیں، آپ بجلی کے پراجیکٹس لگاتے ہیں، آپ سترہ پرسنٹ لے کے جا رہے ہیں تو ہمارا حصہ کدھر گیا؟ تو میں اپنے لئے تو حصہ نہیں مانگتا ہوں، لوگ اپنے لئے مانگتے تھے، یہ جو میں مانگ رہا ہوں یہ لوگوں کے جیب میں جایا کرتا تھا، میں نہ ہوتا تو یہ لوگوں کے جیب میں چلا جاتا کیونکہ مجھے بھی اربوں روپے کی آفر ہوئی، مجھے بھی اربوں روپے کی آفر ہوئی لیکن اللہ نہ کرے کہ پرویز خٹک کے گھر میں حرام جائے، یہ نہیں ہو سکتا، ان سے بھی ان شاء اللہ تعالیٰ Agreement جو میں نے سب کو کہہ دیا ہے، انرجی اینڈ پاور کو سب کو جو جس سے Agreement کرے گا، اس سے اپنا شیئر ہم مفت مانگیں گے کیونکہ اگر پرائیویٹ آدمی کسی کمپنی کو لاتا ہے، Facilitate کرتا ہے، اس کو شیئر دیا جاتا ہے، مجھے کاروبار کا پتہ ہے، تو جو عام آدمی لے سکتا ہے، وہ ہماری صوبائی حکومت کیوں نہیں لے سکتی؟ تو ان شاء اللہ تعالیٰ یہ اگر ہم کرتے گئے تو اربوں روپے میرے صوبے کیلئے آئندہ مستقبل کیلئے، تو اگر ہم آج کا سوچتے تو کل کا یہ پروگرام نہ بناتے، ہمیں کل کی بھی فکر ہے اور آج کی بھی فکر ہے۔ پھر اسی طرح ہم نے، یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ وفاق سے 100 ملین کیوبک فٹ گیس ہم نے حاصل کی، میں نے یہ ڈیمانڈ ان سے کی کہ یہ جو آئین کہتا ہے جو صوبہ جتنی گیس پیدا کرتا ہے، پورا حق اس صوبے کا ہے، بجلی میں نہیں ہے گیس میں ہمارا حق ہے کہ جتنی ایکسٹرا گیس ہو گی، ہم جہاں چاہیں گے ہم استعمال کریں گے، ایک سال میں یہ بحث کرتا رہا، آخر میں ان سے Agreement ہو گیا، ہمارے پاس 100 ملین کیوبک فالتو گیس تھی، وہ Agree کر گئے سی سی آئی سے میں Approve کروا چکا، اس وقت ہم تین انڈسٹریل سٹیٹس میں یہ گیس استعمال کرنے جا رہے ہیں اور اس گیس سے ہم بجلی پیدا کرنے جا

رہے ہیں، 675 میگاواٹ بجلی اس 100 ملین کیوبک فٹ گیس سے بنے گی۔ اس میں 225 میگاواٹ حطار میں MoU ہو چکا ہے، کام تقریباً سوئی گیس ڈیپارٹمنٹ سے شروع ہے، پائپ لائن پہ کام، فنڈنگ ہو رہی ہے، موٹروے جو رشکئی ہے، اس پہ 225 میگاواٹ اور ڈی آئی خان میں 225 میگاواٹ یہ تین پراجیکٹس بنیں گے تو یہ جب پراجیکٹس بنیں گے، سستی بجلی بنے گی تو انڈسٹریز کو ہم کیسے لائیں گے؟ ان کو سستی بجلی دیں گے تو آئیں گے، تو اس گیس سے جو بجلی بنے گی، اس پہ صوبہ پرافٹ نہیں لے گا، ہم سستی بجلی کارخانہ داروں کو دیں گے تاکہ میرے صوبے میں کارخانے لگیں اور بے روزگاری ختم ہو، تو یہی وجہ ہے کہ میں زیادہ زور، زیادہ زور اس پہ اسلئے دیتا رہا کہ سستی بجلی پیدا کر کے کارخانوں کو Attract کر کے ادھر کارخانے، تو یہ اس کا ریزلٹ یہ سال میں نہیں آئے گا، اس کا ریزلٹ دو تین سال میں آئے گا، فیوچر کیلئے بہت بڑا پراجیکٹ ہے، تو ان شاء اللہ تعالیٰ بے روزگاری، سستی بجلی دینے سے، مراعات دینے سے، اپنے صوبے کو Feasible کرنے سے اور بہترین انڈسٹریل پارکس دینے میں ان شاء اللہ تعالیٰ کارخانے آئیں گے تو ہم نے تو ایک گراؤنڈ بنا دیا، آئندہ جو بھی آئے گا اس کیلئے ایک پلیٹ فارم بنا دیا اور اس کا ریزلٹ ان شاء اللہ تعالیٰ زندگی ہوئی تو سب دیکھیں گے کہ جو میں کہہ رہا ہوں سچ ہے یا جھوٹ ہے؟ اسی طرح تقریباً 1900 میگاواٹ ہم سی پیک میں لے گئے ہیں اور پچھلے Minutes میں ہم نے اس کو ڈال دیا، اس میں بھی چائنیز سے ہمارے MoUs ہو چکے ہیں، میری کوشش ہے کہ جلدی جلدی ان سے Agreement ہو جائے تاکہ وہ جو آگے کام کرنے کا ہے وہ شروع ہو جائے، تو یہ سارا ملا کر تقریباً ساڑھے چار ہزار میگاواٹ ہے، اب میں نہیں کہتا سارے کام ہمارے دور میں شروع ہو جائیں گے لیکن ایک چیز تیار ہو گئی ہے، وہ ہم نے پکانا شروع کر دیا ہے، اب کون کھائے گا، کس وقت میں کھائے گا یہ وقت بتائے گا، تو یہ ساڑھے چار ہزار میگاواٹ اور اس کے علاوہ اور بہت سے آ رہی ہیں، بہت ساری کمپنیز آ رہی ہیں، Feasibilities، ہم تیار جلدی کر رہے ہیں تاکہ اور بھی سائٹس پہ ہم کام شروع کر سکیں اور باتیں زیادہ ہو گئی ہیں، میں اپنی بات End پہ آتا ہوں، مطلب اگر یوتھ پہ، مطلب ہے ڈیٹیل میں نہیں جاتا کہ یوتھ میں کتنا ہم نے، تقریباً ایک ارب سے زیادہ فنڈ اس میں رکھا ہوا ہے، اس میں آئی ٹی پروگرامز چل رہے ہیں، ٹریننگز چل رہی ہیں اور اس وقت صوبے میں ہر تحصیل میں Playground بن رہا ہے، تقریباً تیس پینتیس سکولوں میں جو ہمیں زمین

ملی ہے، اس پہ ہم Playgrounds بنا رہے ہیں، کوئی 110 Playgrounds پہ کام شروع ہے جو کبھی کسی نے نہیں کیا تھا، سارے صوبے میں موجودہ گراؤنڈ گنو تو اس 70 سال کے گراؤنڈوں سے زیادہ گراؤنڈز ہم تین چار سالوں میں شروع کر چکے ہیں۔ اسی طرح جو چھوٹے سکولز ہیں، اس میں بچوں کیلئے Different کھیلنے کی چیزیں شروع کی ہیں تا کہ ایک ماحول بن سکے، تو ہر طرف ہماری نظر ہے کہ تعلیم بھی ہو اور صحت کیلئے بھی بہتر اور ٹورازم بھی ہو، ہمارا بہت خوبصورت صوبہ ہے لیکن ہم نے خود ہی اس کو بگاڑ کے رکھ دیا ہے، تو ہم سب پارلیمنٹیرینز کو اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ اپنے صوبے کو اور بہتر بنا سکیں۔ اسی طرح ایگریکلچر کی بات کی مولانا صاحب نے، تو اس وقت ہم سولر ٹیوب ویلز اور ففٹی ففٹی پر پبلک کے ساتھ ہم بنا رہے ہیں، کافی سارے بن چکے ہیں لوگوں کی کافی ڈیمانڈ ہے، اس سال اس کے فنڈز ہم نے بڑھا دیئے، Land leveling کیلئے ہم نے پیسہ رکھا ہے کہ جو لوگ Land level کرتے ہیں اس کیلئے رکھا ہے، Fish farming کیلئے بھی، ٹراؤٹ کیلئے بھی ففٹی پرسنٹ ہم دیتے ہیں، ففٹی پرسنٹ لوگ کرتے ہیں تا کہ Fish farming بھی ہو اور مطلب کوئی ایسی چیز نہیں ہے، محکمے بہت ہیں، سب میں ہم نے کچھ نہ کچھ کام شروع کیا ہے، تو یہ ان شاءاللہ سب کو یہ چیزیں نظر آتی ہیں جو خود اس سے کبھی واسطہ پڑا ہو، سکول اس کو ٹھیک نظر آئے گا جس کے بیٹے کا واسطہ پڑے گا، ہسپتال اس کو اچھا نظر آئے گا جو اس کا واسطہ ہسپتال ہو گا، تھانہ اس کو ٹھیک نظر آئے گا جو واسطہ اس کا پڑے گا، ہم تو بڑے بڑے لوگ ہیں، ہمارا کیا واسطہ ہے، ہمارے تو پرائیویٹ ہسپتالز بہت ہیں، تھانے میں سلوٹ ہوتا ہے، ہمارے بچے انگریزی سکولوں میں پڑھتے ہیں، ہمیں کیا پتہ کہ یہ کیا چیز ہے؟ تو اس کی طرف غور سے دیکھنا پڑے گا۔ پھر اس طرح ہم نے سی اینڈ ڈبلیو، یہ ابھی بھی میں کہتا ہوں، اس میں کمیشن لیا جاتا ہے لیکن ایک کام جو ہم نے ختم کیا، وہ یہ ہے کہ جو ٹینڈرز ہوتے تھے نا، وہ بھی ایک ظلم تھا کہ جناب جو منسٹر ہوتا تھا یا سیکرٹری ہوتا تھا، ٹینڈرز نکال لیتے تھے اور دس پرسنٹ پہ بیچ دیتے تھے، اب 'آن لائن ٹینڈرنگ' ہو گی، کم سے کم ایک راستہ تو رک گیا کہ وہ ٹینڈرز چوری نہیں کر سکیں گے، وزیراعلیٰ کے کہنے پر کسی کو ٹینڈر نہیں مل سکتا، میں کسی ٹینڈر پر کسی قسم کا کمیشن نہیں لے سکتا ہوں، یہ ایک راستہ بند کر دیا۔ اب میں سب سے پوچھتا رہتا ہوں کہ یار مجھے کوئی ایسا راستہ بتاؤ کہ اس کمیشن سے جان چھوٹ جائے، یہ راستہ میں آج تک نہیں ڈھونڈ سکا، بڑی کوشش کی، بڑی لوگوں

سے ڈسکشن کی، کوئی ایسا راستہ بتاؤ کہ کمیشن کیسے ختم ہو؟ مجھے کسی نے کہا کہ ان کے جو ٹینڈرز ہیں، اس میں ڈال دو، فائیو پرسنٹ ایکسٹرا ڈال دو کہ یار یہ تمہارا ہے لیکن میں نے کہا، End میں یہ ہو گا، یہ بھی لے لیں گے اور کمیشن بھی لے لیں گے تو پھر میں گھبرا گیا، تو کوئی راستہ بتادو کہ ان سے کیسے جان چھڑائیں کیونکہ ہم تو کمیشن لیتے ہی نہیں، ہم کسی سے رشوت لیتے نہیں، تو راستہ ڈھونڈنا بڑا ضروری ہے۔ کوئی ایسا ایماندار آدمی جس کی اچھی سوچ ہو اور یہ راستہ روک دے، ایمانا میری زندگی میں سب بڑی خوشی مجھے مل جائے گی کہ اس سے جان چھوٹ جائے کیونکہ کوالٹی ٹھیک نہیں، کام ٹھیک نہیں کرتا، ٹھیکیدار غلط کام کرتے ہیں تو یہ ایک کوئی چیز ڈھونڈنا پڑے گی کہ اس صوبے کو، اس ملک کو اس عذاب سے نکالا جائے۔ اچھا اب مجھے Different لوگوں کے Messages آتے ہیں این ٹی ایس ٹیچرز کے کہ ہمیں کب کنفرم کرو گے، کچھ ڈاکٹرز کنٹریکٹ پر ہیں وہ کب ہو گا؟ کچھ لوگ ہمارے سے رہ گئے اپ گریڈیشن میں، ہم نے ایک سے 16 تک سب کو اپ گریڈ کیا، دو دو اپ گریڈیشنز دیں، کلرکس کو اپ گریڈ کیا، پھر بھی بہت سارے لوگ رہ گئے ہیں، این ٹی ایس میں ٹیچرز بھرتی ہوئے ہیں، ان کو کنٹریکٹ پر کنفرم کرنا ہے، ڈاکٹرز بھرتی ہوئے ہیں، وہ کنٹریکٹ پر ہیں، ان کو کرنا ہے، کچھ لوگ اپ گریڈیشن سے رہ گئے ہیں، ان کو اپ گریڈ کرنا ہے، پولیس کے ساتھ Commitment کی ہے کہ ان کو اپ گریڈ کرنا ہے، تو اس کیلئے میں اپنے صوبے کے لوگوں کو کہتا ہوں کہ یہ ہماری Commitment ہے ہم سب کو اپ گریڈ کریں گے، این ٹی ایس کو کنفرم کریں گے، ڈاکٹرز کو کنفرم کریں گے، پولیس کو اپ گریڈ کریں گے لیکن اس کا حساب کتاب ہو رہا ہے، اس میں مہینہ لگ جائے، پندرہ دن لگ جائیں، دو مہینے لگ جائیں ان شاء اللہ تعالیٰ سارے صوبے کو اکٹھے ایک خوشخبری دوں گا (تالیاں) کہ آپ کا سارا کام ہو گیا (تالیاں) کیونکہ میری عادت آدھا تیتر آدھا بٹیر والا نہیں ہے، اگر کام کرنا ہے تو پورا کرنا ہے، نہیں کرنا ہے تو نہ کرو آرام سے بیٹھ جاؤ، تو ان شاء اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ ہو گا کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک آدمی کو ہم نے بھرتی کر لیا اور کل اس کو فارغ کر دیں، یہ نہیں ہو سکتا، تو ان شاء اللہ میں سارے صوبے سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ جلد از جلد آپ کو یہ ساری اپ گریڈیشن اور کنفرمیشن اور جو بھی ہے ان شاء اللہ ہو گا، اور آخر میں میں دوبارہ آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور چونکہ آخری، یہ ہمارا میرے خیال میں آخری بجٹ ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی جی۔

(قطع کلامیاں اور شور)

جناب وزیر اعلیٰ: پانچ ہو گئے ہیں، وہ اضافی ہو گا، وہ اضافی بجٹ ہو گا، تو یہ آخری بجٹ ہے تو میں اپنے اسمبلی کا جو یہاں پر سٹاف ہے، ان سب کا ہمیشہ دو دو مہینے کا ہوتا تھا، آخری سال ہے تو میں نے کہا چلو تین مہینے کا ان کیلئے اعزازیہ دیں، (تالیاں) بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ چیف منسٹر صاحب! بہت شکریہ۔ اجلاس کل دو بجے تک Adjourned کرتے ہیں۔

(اجلاس بروز جمعة المبارک مورخہ 16 جون 2017ء بعد از دوپہر دو بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)